اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند ، کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

در لباسِ اہلِ دنیا کارِ عقبیٰ میکنند ، خرقۂ فقر است پنہاں طریق نقشبند

گلزارِ اولیاء

مؤلفہ

مرشدی و مولائی سید الشیوخ کانِ معرفت رہبر شریعت و طریقت

الحاج مولانا مولوی ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب قبلہ نقشبندی قادری قدس سرہٗ

خلف حضرت مولانا مولوی الحاج سید مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مینار بک ڈپو چار کمان حیدر آباد (اے پی)

طبع ششم سنہ ۱۹۸۰ء   قیمت 5.00 ... ۴/۵۰ روپیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرشدی و مولائی قدوۃ الصلحا و زبدۃ العلما، کنز العرفان و معنی آیات قرآن حضرت مولانا الحاج سید عبد اللہ شاہ صاحب نقشبندی، مجددی و قادری قدس سرہٗ کی اولین تالیف گلزار اولیاء پانچویں بار زیور طبع سے آراستہ کی جا کر ہدیۂ ناظرین کی جا رہی ہے۔ حضرت مرشدی و مولائی ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم کی یہ کتاب جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے جملہ بزرگوں کے حالات و اسوۂ حسنہ کا ایک اجمالی مرقع ہے جو سب سے پہلے سنہ ۱۳۲۳ھ میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی تھی۔ اس تذکرۂ پاک کی افادیت و مقبولیت کا اندازہ اسی بات سے بآسانی ہو جاتا ہے کہ چوبیس سال کے دوران میں بار ششم اس کی اشاعت ناگزیر طور پر محسوس ہونے لگی۔ دل دادگانِ جمالِ معرفتِ الٰہی طالبانِ جادۂ طریقتِ مصطفائی نے بہ اصرار تمام اس کی اشاعت مزید کا مطالبہ فرمایا اور تشنہ کامئ علم و عمل اس ساغر کوثر و سلسبیل کی متقاضی ہوئی۔ جس کی وجہ اس سرچشمۂ آب حیات کو نامساعد حالات کے ظلمات سے، باوجود مشکلات، جوئے شیر کی طرح جاری کرنا ہی پڑا۔ اس کتاب میں جملہ بزرگان سلسلہ از ابتدائے سید الانبیاء صلعم تا حضرت سید بادشاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولف علیہ الرحمہ کے پیر ہیں، سب کے احوال مجملاً اس خوبی سے پیر و مرشد نے زیب جامہ فرمائے ہیں کہ ہر گلِ عرفان اپنے رنگ و بوئے مختص کے ساتھ جلوہ افروز نظر آتا ہے اسی رعایت سے یہ گلزار اولیاء ہے اور بہارِ جاودانی کا حامل۔

امید ہے کہ ناظرین کرام و طالبینِ محترم المقام اس گلزارِ بے خزاں کی سیر سے دیدہ دل میں فرحت اور روح میں بالیدگی محسوس فرمائیں گے۔ دعا ہے کہ بہ نسبت اکابرینِ سلسلہ ان بزرگوں کے فیضان کو ہم سب کے لئے راہِ عمل کی شمع فروزاں بنا دے اور قارئین و ناظرین کو قرب الٰہی کی نعمت سے مالامال فرمائے اور سب کے طفیل میں ناشرِ گلزار اولیا کو اپنے فیضانِ کرم سے نواز دے۔ آمین۔

خاکپائے مولف علیہ الرحمہ: محمد عبد السلیم روحی نقشبندی و قادری

گلزارِ اولیاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کا ذکر کر تو دن رات — سب باتیں ہیں یہ ہے کام کی بات

آجائے جو سمجھ کو بات کرنا — نعتِ شہ کائینات کرنا

الٰہی! جو بے سمجھ ہیں ان کا کیا ذکر ہے۔ تیرے ان سمجھ دار بندوں کا صدقہ جو ہر حال میں تیرا ذکر کیا کرتے ہیں۔ کھڑے بیٹھے لیٹے کوئی آن تیری یاد سے غافل نہیں ہیں۔

ایخدا! تیرے اُن برگزیدہ اور مقبول مقربانِ بارگاہ کا صدقہ جو زمین و آسمان کی خلقت اور تیرے عجائب قدرت میں نظر و فکر کیا کرتے ہیں۔ اور تیرے مصنوعات سے تیرے کمال قدرت پر غور کر کے تیری عظمت و جلال میں مٹ جاتے ہیں۔

الٰہی! تیری شان لااُبالی کا صدقہ۔ الٰہی! تیری شانِ کبریائی کا صدقہ۔ الٰہی! تیری عظمت و بڑائی کا صدقہ۔ الٰہی! تیرے پیارے نبیؐ کے نام نامی کا صدقہ۔ ایخدا! تیرے عاشقوں کے عشق و محبت کا صدقہ۔ تیرے ذاکرین کے ذکر و فکر کا صدقہ ہم بے سمجھوں کو سمجھ دے۔ غفلت ہٹے تیرے ذکر و فکر کا چسکا لگ جائے۔ اے بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے والے۔ اے بے دردوں کو دردِ دل دینے والے! ہم نے ایک ہادی یعنی محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے نائبوں کو خدا کی بے گنتی

رحمتیں اُن پر اور اُن کی آل واصحاب پر اور کل علماء عظام اور اولیاء کرام پر ابداً دائماً نازل ہوتی رہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب ہی نیابت ادا کی) تیرے عشق و محبت کی منادی کرتے سنتا ہے اس لئے ہم تیرے گرویدہ ہو گئے ہیں سو جو کچھ ہم سے گناہ اور حضور کی نافرمانیاں ہوئی ہوں ان کو معاف کردے اور عالم مثالی سے ان کا وجود بھی مٹادے اور آئندہ اپنی نوکری میں رکھ تاکہ موت بھی آوے تو خاصین کے گروہ میں ہوتے وقت آوے۔ ترک تمنا ترک خودی، دنیا میں رہنا اور پھر دنیا سے باہر ہمارا شیوہ ہو جائے اے عشق و محبت دینے والے خدا تیری اور تیرے رسول کی محبت ہمارے دلوں میں بس جائے شیطان کے حملوں اور نفس کے معرکوں میں وہ سرفروشی اور تیغ بازی دکھائیں کہ غیر کیا خیال غیر بھی تو پاس نہ آسکے۔ کفار ومنافقین یعنی نفس وشیاطین سے لڑ بھڑ کر کسی کو قتل کریں، کسی کو اسیر، کسی پر جزیہ باندھیں کبھی کبھی صلح بھی کرلیں۔ آخر کار کعبۂ دل پر قابض اور اطراف واکناف اعضاء پر مسلط ہو جائیں اللہ ہی اللہ رہ جائے۔ جان وجہاں کیا بلکہ ماسوائے محبوب خدائے محبوب کردیں۔ تقدیر الٰہی واحکام حضرت حق ایسے بامزہ ومحبوب ہو جائیں کہ نفسانی خواہشوں کی طرف التفات ہی نہ رہے کمال توحید وعرفان میں ایسے مستغرق ہوں کہ تمام عوارض وحوادث کرشمۂ لطف واداے محبوبانہ بن کر لذت دے جائیں۔ غرض بار الٰہا ہم آپ کے ہوں اور آپ ہمارے یہی ہمارے دلوں کی منتہائے آرزو ہے ؎

دل میں مقصود و مدعا نہ رہے ٭ تو رہے اور دوسرا نہ رہے

حضرات یہ انسان کامل بنانے والی دعا ہے اس کی مقبولیت آپ ہی کے ہاتھ ہے۔ اگر آپ کا بڑھا ہوا شوق اور آپ کے دل کا تقاضہ آپ کو بار بار اس امر پر مجبور کر رہا ہے کہ کسی طرح ہم بھی اس دعا کے مصداق بن جائیں تو ان مقدس بزرگوں کی با اثر صحبت میں رہو، جنہوں نے اپنی پیاری عمر یاد الٰہی میں صرف کردی، گڑ گڑا کر بہت ہی عجز وزاری سے یہ مرقوم الصدر دعا کی اور وہ قبول بھی ہو گئی۔ یہ

متبرک صحبت ایک نہ ایک دن رنگ لائے گی کبھی نہ کبھی آپ کو اس دعا کا مصداق بنا کر رہے گی۔ اگر تقدیر نے یاوری نہ کی ایسی صحبت انسان کامل بنانے والی نہ ملی تو ہمت نہ ہاریئے لگاتار جان توڑ کوشش کئے جایئے۔ بالفعل میرا یہ رسالہ لیجئے گو جسمانی صحبت نہ سہی مگر ان مقدس بزرگوں کی روحانی صحبت کا مزہ دے گا۔ ابھی آپ چٹخارے لیتے ہی ہوں گے کہ یہ مختصر رسالہ ختم ہو جائے گا۔ جاتے جاتے طویل سوانح کا چسکا لگاتے جائے گا اس وقت اس ناچیز کو نہ بھولئے دعائے خیر سے یاد فرماتے رہئیے اب ؎

دخل شیطان سے مانگتا ہوں پناہ ۞ ابتدائے سخن ہے بسم اللہ

ابوالحسنات سید عبداللہ حیدرآبادی

ابن حضرت مولنٰا مولوی سید مظفر حسین صاحب

کان اللہ لہما

۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ روز جمعہ

(۱) نورِ قلوب تسکینِ نفوس حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور کا نام مبارک تو عنوان میں لکھدیا مگر پھر ہاتھ پہ ہاتھ رکھے حیران بیٹھا ہوا تھا کہ آگے لکھوں تو کیا لکھوں سو پچاس ہزار دو ہزار بھی کسی کے اوصاف ہوں تو بھی احاطۂ تحریر میں آسکتے ہیں مگر یہاں تو بات ہی نرالی ہے خدا کی نعمتوں کی طرح میرے آقائے نامدار کے اوصاف جمیلہ بھی بے حد و بے حساب ہیں کوئی لکھے تو کیا کیا لکھے کس طرح لکھے، اسی حیرت میں تھا کہ دل نے پکارا ہوش میں آ۔ مانا کہ تو جو کچھ کہہ رہا ہے سب سچ ہے مگر تیرے اس رسالہ کا منشا شرح صدر کی تدبیر بتانا ہے اسی کے متعلق حضور کے کچھ مبارک احوال لکھدے ورنہ تو اور وصف نبی؟ چھوٹا منہ بڑی بات ہے' اس ندائے غیبی کو لبیک کہتے ہوئے عرض پرواز ہوں (میرے پیارے نبی! میرا دل و جان آپ پر قربان۔ آپ کے شرح صدر کا صدقہ مجھ ناچیز کا بھی شرح صدر کر دیجئے)

صاحبو! یہ وہی شرح صدر ہے جس کی حضرت موسیٰ ؑ کو مدتوں طلب تھی' بڑی تمناؤں کے بعد عطا ہوا تھا بار بار عرض کرتے تھے "رَبِّ[۱] اشْرَحْ لِي صَدْرِي" یا ایک ہمارے حضور ہیں کہ خدائے تعالےٰ بے مانگے شرح صدر کر کے ارشاد فرماتا ہے[۲] اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ؎

ببیں[۳] تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

اللہ اللہ وہ کیسا شرح صدر ہوگا کہ جس کے بدولت چند ہی دنوں میں صحرا نشین ہمہ دان و ہمہ بیں ہو گئے۔ اولیائے امت کے معارف حقائق علمائے ہمہ دانہ کے لطائف و دقائق اسی شرح صدر کے حواشی ہیں اگر اس شرح صدر کو ایک محل رفیع الشان سے تشبیہ دی جائے کہ جس میں بارہ کمرے ہوں تو نہایت ہی مناسب ہے ہر ایک میں آپ ہی حاکم اعلیٰ ہوں۔

---

[۱] اے میرے پروردگار مجھے شرح صدر عطا کیجئے [۲] کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں کیا۔
[۳] دیکھئے دونوں شرح صدر میں کس قدر فرق ہے۔

پہلا کمرہ جس کی توضیح یہ ہے کہ ایک کمرے میں ایک بادشاہ عظیم الشان بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے روئے زمین کے بڑے بڑے بادشاہ عرب و عجم، روم و شام و ایران و ہند وغیرہ ممالک کے دست بستہ حاضر ہیں اور تدابیر مملکت اور قوانین جہانداری آپ سے دریافت کر رہے ہیں۔ اور جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس کو سر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں، کہیں ہارون الرشید دست بستہ کھڑے ہیں کسی گوشہ میں مامون ہیں کسی میں سلاطین سلجوقیہ ہیں کہیں خلفائے مصر ہیں، پھران سے پیچھے کہیں سلطان بایزید یلدرم ہیں، اور کہیں سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ ہیں اور کہیں تیمور صاحب قرآن ہیں۔ اور کہیں علاؤالدین خلجی اور سلطان محمود۔ الغرض ہر ملک اور ہر زمانے کے نامور با اقبال بادشاہ جن کے تذکروں سے کتب تواریخ مزین ہیں اور جن کے کارنامے زبان زد خلائق ہیں۔ ایک شاہنشاہ کے سامنے مسلح حاضر ہیں اور حکم کے منتظر ہیں اور ان جملہ بادشاہوں کا بادشاہ کون ہے؟ وہی ذات بابرکات محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم

پھر دوسرے کمرے میں ایک حکیم حاذق استاد زمانہ بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے دنیا بھر کے حکماء اور فیلسوف دست بستہ حاضر کھڑے ہیں اور علم سیاست منزل و تہذیب اخلاق و درستی آداب حاصل کر رہے ہیں؟ کہیں بوعلی سینا کھڑے ہیں، کہیں ابوریحان بیرونی ہیں کہیں ظہیر فارابی اور کہیں شہرستانی اور کہیں نصیر طوسی وغیرہ وغیرہ حکما علوم کا استفادہ کر رہے ہیں اور وہ استاد کامل صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو اس کی استعداد فہم کے موافق تعلیم دے رہے ہیں۔

تیسرے کمرے میں قانون محمدی کی بہت سی کتابیں دھری ہوئی ہیں، ہدایہ وغیرہ اور ایک قاضی القضاۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی تمکنت اور وقار سے جلوہ افروز ہیں اور ان کے سامنے بڑے بڑے معاملہ فہم اور موجد قوانین سیاسیہ و نوامیسہ حاضر ہیں، کہیں امام ابوحنیفہ ہیں تو کہیں قاضی ابو یوسف اور کہیں امام محمد اور کہیں امام مالک اور کہیں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل ہیں پھران کے پیچھے امام الحرمین و ابن دقیق العید و تاج الدین سبکی وغیرہ حاضر ہیں اور آپ کے فیصلے جات و ارشادات کو اپنا دستور العمل بنا رہے ہیں۔

چوتھے کمرے میں ایک مفتی متبحر مسند افتاء پر بیٹھے ہوئے ہیں اور علوم فنون کے دریائے
جو اُن کے سینے میں جوش زن ہیں رواں ہیں کہیں تو نئے نئے واقعے کے احکام کتاب وسنت سے قواعد
اصول کے مطابق نکال کر توضیح کی جارہی ہے کہیں محدثین فخر روزگار فنون احادیث سے بحث کر کے
مستفید ہو رہے ہیں اور کہیں مفسرین زماں قرآن مجید کے جلوے میں جو جو اسرار ودیعت رکھے ہوئے ہیں
اُن سے استفسار کر کے تلمذ کر رہے ہیں اور کہیں واقعات قرآنیہ کی تحقیق کر رہے ہیں اور کہیں
اہل دل ان آیات سے جن میں روحانی جذبات مذکور ہیں استفادہ کر کے حظ وافر اٹھا رہے ہیں
کہیں فرائض نویسوں کی ایک جماعت مسائل فرائض و میراث دریافت کر رہی ہے اور کہیں قراء بیٹھے
ہوئے تصحیح قرات کر رہے ہیں اور الفاظ قرآنیہ کو اسی لب و لہجے سے ادا کرنا سیکھتے ہیں اور کہیں کوئی
نماز و روزہ حج و زکوٰۃ وغیرہ فرائض کے آداب و سنن پوچھ رہے ہیں اور کہیں معاملات بیع و رہن
وغیرہ کے متعلق مسائل دریافت ہو رہے ہیں اور کہیں متکلمین علم عقائد کے مسائل کا استفادہ کر رہے ہیں
مخلوق کی ابتداء اور انتہا اور صفات باری اور اس کے افعال اور وجود ملائکہ اور اگلے پیغمبروں اور ان
کی کتابوں اور ان کی شرائع سے سوالات کئے جا رہے ہیں کہیں مرنے کے بعد سے لیکر جو کچھ آخر تک
روح پر واقعات گذرتے ہیں ان کا حال دریافت ہو رہا ہے اور کہیں دنیا بھر کے مذاہب کا
احوال دریافت کر رہے ہیں کہ ان میں سے کون کون سرے سے غلط اور خیالات جاہلہ پر مبنی تھے
اور کون سے من اللہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی معرفت دنیا میں ظاہر ہوئے تھے۔ مگر بعد میں ان
میں تحریف و تبدیل ہو کر ان کی صورت بگڑ گئی اور کہیں ایک جماعت اسرار احکام الٰہی دریافت کر رہی ہے
اور کہیں علم و زہد و دقائق کے دقائق حل کر رہے ہیں یہ مفتی متبحر وحی سرور کائنات ہیں علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ۔
پانچویں کمرے میں ایک محتسب باوقار مسند حکومت پر بیٹھا ہوا ہے اور احکام الٰہی
سے نافرمانی کرنے والوں کو سزائیں دلوا رہا ہے کہیں زانی سنگسار کیا جا رہا ہے کہیں
چور کے ہاتھ کاٹے جا رہے ہیں اور کہیں مسکرات کے استعمال کرنے والوں پر درّے
پڑ رہے ہیں کہیں ظلم و تعدی کرنے والوں کو سزائیں ہو رہی ہیں اور کہیں لہو و لعب ناچ باجے

والوں پر کوڑے پڑ رہے ہیں، کہیں شہوات اور فسق و فجور کے رسوم مٹائے جا رہے ہیں کہیں دغا بازوں، مکاروں، فریبیوں پر سرزنش ہو رہی ہے کہیں ترشی احکام سے باز پرس کی جا رہی ہے یہ صاحب وقار محتسب بھی وہی عالیجناب ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

چھٹے کمرے میں ایک ملکی تدابیر اور پولیٹیکل خیالات کا حل کرنے والا نہایت ہی عزو وقار سے مسند پر بیٹھا ہوا ہے بڑے بڑے مدبران ملک دست بستہ زمانے کے موافق تدابیر پوچھ رہے ہیں کہیں سلطنت کے اصول بیان فرما رہے ہیں [1] اَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى کا اشارہ کر کے کاروبار سلطنت کے لئے مدبران قوم کو کمیٹی یا مجلس قائم کرنے کا حکم دے رہے ہیں اور تمام شاہی اختیارات قومی مشورہ کے سپرد فرما رہے ہیں اور کہیں سلطنت کے استحکام کے لئے قومی لشکر جرار کی تیاری کا حکم دے رہے ہیں [2] وَاَعِدُّوۡا لَهُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ ہر زمانے کے موافق اسلحہ و سامان حرب سب سے اوّل رکھنے کی تاکید فرما رہے ہیں، اور ملازمان سلطنت کو افسروں کی اطاعت کا حکم موکد صادر فرما رہے ہیں [3] مَنۡ اَطَاعَ اَمِیۡرِیۡ فَقَدۡ اَطَاعَنِیۡ پھر قرب و جوار کی سلطنتوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیئے اس کے قوانین و دستورات کی تعلیم دے رہے ہیں، کہیں ملک میں امن واماں قائم کرنے کی تاکید شدید کر رہے ہیں کہیں عہد ناموں کی پابندی پر مجبور فرما کر قوم کی عزت و وقار کو قائم رکھنے کی تدابیر فرما رہے ہیں کہیں قوم کو ماتحتوں پر رحمت و شفقت کی ترغیب دلا رہے ہیں، اور کہیں سرکشوں خیرہ چشموں سے سختی اور جواں مردی کرنے کی تاکید فرما رہے ہیں۔ اس لئے کہ قیام سلطنت کے یہی اصول ہیں کہیں قوم کو نیک چلنی اور پرہیزگاری کی تعلیم اور عیش و نشاط میں پڑنے کی ممانعت کر رہے ہیں۔ اور باہمی اتحاد و محبت کے اصول جماعت کی نماز، جمعہ اور عیدین اور حج اور بیمار کی عیادت اور سلام کا جواب دینا۔ حاجات میں کام آنا معاملات میں درگذر کرنا وغیرہ کی تعلیم کر رہے ہیں۔ اور کہیں فتوحات کے حوصلے دلا رہے ہیں اور اعدی بن کر گھر میں بیٹھ رہنے کی برائیاں بیان فرما رہے ہیں۔ یہ کون ہیں؟ وہی عالیجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[1] ان کا کام مشورہ سے حکومت کرنا ہے۔ [2] جس قدر ہو سکے سامان جنگ تیار کرتے رہو۔
[3] جو اپنے حاکم کی اطاعت کرے گا اس کو میری اطاعت کرنے کا ثواب ملے گا۔

ساتویں کمرے میں ایک عابد وزاہد دنیا و مافیہا پر لات مارے، کس استغناء سے بیٹھا ہوا ہے صبح سے شام تک اور رات دن میں اپنی عمر گراں مایہ کی ایک گھڑی تو کیا ایک پل بھی بے کار نہیں کھوتا، کبھی تلاوت قرآن مع اللہ تبارک التام ہے اور کبھی نوافل میں مشغول ہیں تو کبھی تسبیح وتہلیل میں صرف اور اوراد و ادعیہ صبح وشام رات اور دن میں سے کسی کو بھی ترک نہیں کرتے، صرف ایک خشک ٹکڑا لئے اور پانی کے دو گھونٹ اور موٹے پرانے کپڑوں پر اقتصار ہے، اور کسی غار یا ٹوٹے پھوٹے مکان کے گوشہ میں رہتے ہیں، ان کے چہرے پر انوار چمک رہے ہیں لوگوں کو ان سے دلی انس ہے، ملائکہ علوی وسفلی بھی ان کے پاس آتے ہیں اور بندگان خدا ہیں کہ جوق جوق آکر مستفید ہوتے ہیں پھر کسی نوافل او تہجد میں اوراد و اشغال کی تعلیم ہے کسی کو دن کے وظائف کی تلقین ہے نہ کسی امیر کی پرواہ ہے نہ کسی دولت مند کے آنے کی تمنا۔ یہ حضرت بھی وہی سرور کائنات ہیں صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہٗ

آٹھویں کمرے میں ایک عارف کامل تشریف رکھتے ہیں جو ذات صفات کے اسرار و عالم ناسوت وملکوت کے حقائق ان کے دلِ فیض منزل پر منکشف ہیں حقائق معارف مواجید و اشواق کا ان کی زبان فیض ترجمان سے دریا جاری ہے فصوص الحکم وفتوحات مکیہ وغیرہ کتابیں اسی ذات مقدس کے بیانات سے لکھی جارہی ہیں وہ بھی آپ ہی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

نویں کمرے میں ایک واعظ منبر پر بیٹھا ہوا ہے لوگوں کی روح اور دلوں کو اپنے کلام کی تاثیر سے ہلا رہا ہے اور ایسا سکہ جما رہا ہے کہ پھر وہ دور ہی نہیں ہوتا کسی کو ثواب عظیم واجر جزیل کی ترغیب سے راہ پر لا رہا ہے اور کسی کو عذاب قبر اور عذاب جہنم کی لپٹیں دکھا کر توبہ کرا رہا ہے اور کسی کو دار آخرت کے درجات اور حیات جاودانی کے برکات دکھلا کر نیک کام پر آمادہ کر رہا ہے ہزاروں کافر وبت پرست، کفر وبت پرستی سے توبہ کر کے ایمان لا رہے ہیں۔ بدکار اپنی بدکاری پہ نادم ہو کر رو رہے ہیں، سنگ دلوں کا دل موم ہو کر پگھلا جا رہا ہے مجلس میں آہ وبکا کی آواز دلوں کو ہلا رہی ہے اور پھر لطف یہ ہے اثر میں دوام ہے کہ پھر دور ہی نہیں ہوتا جو ایک بھی اس مجلس میں آگیا

انکا پرکبھی ایسا رنگ جما کہ عمر جیسے ناترا خونخوار خونی ایسے رحم دل ہو گئے کہ چڑیا کے بچے کو بھی اپنے بچوں سے زیادہ لگا شفقت سے دیکھا کئے شہوت پرست پرہیزگار بن گئے سُست اور غافل ہشیار نظر آئے کنجوس کڑ سخی ہو گئے دنیا کی کایا پلٹ گئی یہ حضرت واعظ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔

دسواں کمرہ

دسویں کمرے میں ایک بڑے مرشد کامل صاحب طریقہ وصاحب دل بیٹھے ہوئے ہیں جن کی نگاہ خاک کو کیمیا کر رہی ہے طالبان خدا کا ان کے ارد گرد ہجوم ہے وہ ہر ایک کے استعداد کے موافق اس کے حجاب دُور کر رہے ہیں ۔ اور وصول الی اللہ کے راستے بتا رہے ہیں اور اُن کے مقامات واحوال اور مراتب ومناصب ظاہر کر رہے ہیں اور مریدین کے باطن میں رنگا رنگ توجہات وتاثیرات پیدا کر رہے ہیں کسی کو وجد آرہا ہے ۔کوئی حیرت زدہ ہو رہا ہے ۔کوئی لطائف پر نظر کر رہا ہے کسی پر فنا کا غلبہ ہے توکسی پر بقا کا، کوئی معیت کے دریا میں ڈوبا ہوا ہے ۔توکوئی تفرید کے جنگل میں ٹکرا رہا ہے حضرت جنید بغدادی و شبلی وسیدنا عبدالقادر جیلانی و شیخ احمد بدوی وخواجہ معین الدین چشتی ونظام الدین محبوب الٰہی شیخ شہاب الدین سہروردی وخواجہ بہاؤ الدین نقشبند وغیرہ اولیاء کرام حاضر ہیں یہ مرشد کامل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔

گیارہواں کمرہ

گیارہویں کمرے میں ایک نور پیکر بیٹھا ہوا ہے جس کے رخساروں پر آفتاب و مہتاب قربان ہو رہے ہیں اور آسمان کے تارے نثار، وہ جمال الٰہی کا پورا آئینہ ہے، ازلی محبوبیت اس میں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے اس میں ایک ایسی کشش ہے جو تمام بنی آدم کے دل نیز خود اس کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں، مخلوق پروانہ کی طرح بے اختیار اس شمع پر قربان ہو رہی ہے ۔وہ بھی آپ ہی ہیں، صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

بارہواں کمرہ

بارہویں کمرے میں ایک رسول صاحب کتاب نہایت عز وشان کے ساتھ تخت پر جلوہ آرا ہے اور حضرت اسحاق وابراہیم ویعقوب وداؤد وسلیمان وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام ان کے ارد گرد تشریف رکھتے ہیں اور یہ خاتم النبیین ان کی شریعتوں میں اصلاح کر رہے ہیں، کہیں ضرورت زمانہ کے لحاظ سے کچھ احکام بڑھا رہے ہیں کہیں گھٹا رہے ہیں

کہیں مٹے ہوئے نشانیوں کو ازسر نو قائم فرما رہے ہیں اور سب تسلیم کر رہے ہیں اور اپنا استاد مان رہے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ ہے شرح صدر اس کی پوری شرح کئی کتابوں میں بھی ناممکن ہے، الغرض آپ سارے جہاں کو شرح صدر کا طریقہ سکھا کر قیام قیامت تک نہ مٹنے والا شرح صدر کا سلسلہ قائم فرما کر ۱۱ھ میں پیر کے دن بارھویں ربیع الاول کو دنیا سے تشریف لے گئے۔ نگاہوں سے چھپ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

۲۔ افضل البشر بعد از انبیاء سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ،

آپ کو نسبت جلیت تھی اسی نسبت کی اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں حفاظت کیجاتی ہے۔

وفات آپ کی شہر مدینہ منورہ میں مابین مغرب وعشاء ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر شریف ترسٹھ سال کی تھی حسب الوصیت آپ کے آپ کو کفنا کر دربار نبوی میں لے چلے حجرہ مبارک کے سامنے رکھ کر عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ ابوبکر حاضر ہیں انھوں نے وصیت کی ہے کہ اگر خودبخود دروازہ مبارک کھلے تو پہلوئے مبارک میں آپ کے دفن کرنا ورنہ بقیع میں لے جانا ابھی یہ الفاظ پورے نہیں کہنے پائے تھے کہ خودبخود دروازہ کھلا اور سبھوں نے اندر سے یہ آواز آتی ہوئی سنی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔ یہ سن کر حاضرین نے آپ کو حجرہ مبارک میں لیجا پہلو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفنا دیا۔

۳۔ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں آپ نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لوگو! دنیا سے اس قدر لو جتنا ایک سوار ضروری توشہ ساتھ لیتا ہے اکثر آپ فرمایا کرتے تھے دنیا پر مٹنے والو!

۱؎ بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

سوچو تو یہ کیسی تعجب خیز بات ہے کہ تم لانبی چوڑی امیدوں میں لگے ہوئے ہو حالانکہ موت تمہارے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ تم غافل ہو وہ غافل نہیں ہے تم ہمیشہ شادان فرحان رہتے ہو مگر کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ تمہارا رب تم سے خوش ہے یا ناراض۔ آپ کی وفات ۳۳ھ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی خلافت میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ڈھائی سو سال کی تھی اپنی زندگی میں آپ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰے عنہ سے فرمایا تھا کہ میں اور تم دونوں میں جو پہلے مرے وہ دوسروں کے خواب میں آکر مرنے کے بعد جو کچھ اس پر گزرے اس سے خبر دے، عبداللہ بن سلام نے فرمایا کیا مردہ سے ہو سکتا ہے؟ کہ جس کے خواب میں چاہے جائے، آپ نے فرمایا ہاں مسلمان اللہ زمین و آسمان میں جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ کافر محبوس ہو کر ایک ہی جگہ پڑا رہتا ہے۔ عبد اللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جب حضرت سلمان کی وفات ہو گئی تو ایک روز میں قیلولہ کر رہا تھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سلمان تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ میں نے کہا وعلیکم السلام اور پوچھا کہ جناب اللہ تعالٰے نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ وہ کریم نہایت لطف و کرم سے پیش آیا بس دو کام مجھ کو اس مشکل وقت میں کام آئے۔ ایک توکل کرنا اور دوسرا راضی بقضاء الٰہی رہنا۔

۴۔ حضرت سیدنا امام قاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ

مدینہ منورہ میں سات فقیہ تھے آپ ان میں کے ایک ہیں۔ آپ کے زمانے میں کوئی آپ سے زیادہ سنت کا واقف اور فاضل نہیں تھا۔ آپ کی وفات مابین مکہ و مدینہ کے ۱۰۶ھ میں ہوئی، اس وقت آپ حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے۔

۵ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰے عنہ

آپ کی ولادت ۸ رمضان المبارک ۸۳ھ میں ہوئی ہے آپ نے فرمایا بقاء نعمت کے لئے شکر وسعت رزق کے لئے استغفار[1] حاجت براری کیلئے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

[1] یعنی استغفر اللہ کہنا

نہایت مجرب ہے۔ یہ بھی آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ نے دنیا کو کہہ رکھا ہے: اے دنیا! جو میری خدمت کرے تو اس کی خادمہ بنی رہنا۔ اور جو تیرے پیچھے پڑے تو اس کو ہمیشہ دھتکارتے جانا۔

صاحبو! عمل نہ کرکے جنّت کا امیدوار رہنا بے وتر کی کمان سے تیر مارنا ہے۔ اکثر آپ یہ دعا کیا کرتے تھے[۱] اَللّٰھُمَّ اَعِزَّنِیْ بِطَاعَتِكَ وَلَا تُخْذِلْنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ مُوَاسَاۃَ مَنْ قَتَّرْتَ عَلَیْہِ رِزْقَكَ بِمَا وَسَّعْتَ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِكَ۔ آپ کی وفات مدینہ منوّرہ میں ماہ شوال لقولے ۱۵ رجب ۱۴۸ھ میں ہوئی۔

۶۔ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اویسی روحانی تعلیم پائی ہے۔ ایک روز اللہ تعالےٰ کو خواب میں دیکھا عرض کیا یا الٰہ العالمین! آپ تک پہنچنے کا کیا طریقہ ہے؟ ارشاد ہوا نفس کو چھوڑتے ہی ہم مل جاتے ہیں کسی نے پوچھا حضور آپ کو یہ معرفت کیسے ملی؟ فرمایا بھوکے پیٹ اور برہنہ بدن سے ایک وقت آپ نے فرمایا لوگ حساب سے بھاگتے ہیں، میں تو دعا کیا کرتا ہوں کہ مجھ سے حساب لیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا یہ کیوں؟ فرمایا عجب مزہ ہوگا اگر اثناء حساب میں اللہ تعالےٰ فرمائے گا[۲] یَا عَبْدِیْ! میں کہوں گا۔ لَبَّیْكَ[۳] (اس کا مزہ اس دل جلے عاشق سے پوچھو جس کا معشوق اپنی حضوری میں بلا کر کچھ پوچھتا جائے اور یہ اس کا جواب دیتا جائے)

آپ نے محبت کی تعریف یوں کی ہے۔ عاشق اپنے بہت کئے ہوئے کو تھوڑا اور معشوق کے تھوڑے کئے ہوئے کو بہت سمجھے کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا عرض کیا مرنے کے بعد حضور پر کیسی گذری؟ فرمایا دفن کے بعد مجھ سے کہا گیا بڈھے! اتنا تو نے ہمارے پاس کیا لایا ہے؟ میں نے عرض کیا بادشاہوں کی ڈیوڑھی پر جب فقیر آتا ہے تو اس سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تو ہمارے پاس کیا لایا ہے۔ ہاں ہم نے یہ کہتے سنا ہے کہ او خالی ہاتھ فقیر! کہہ

---

[۱] اے اللہ آپ کی اطاعت کروا کر مجھ کو عزت دے۔ آپ کے گناہ کرا کے مجھے ذلیل و رسوا نہ کیجئے۔ اے اللہ جن پر آپ کی روزی تنگ ہے ان کی غمخواری کرنے کی مجھے توفیق دیجئے اس مال سے جو آپ مجھے اپنے فضل سے عطا فرمائے ہیں [۲] اے میرے بندے [۳] جی حاضر ہوں۔

کیا جاتا ہے۔ آپ کی وفات پندرہ شعبان ۲۶۱ھ میں ہوئی۔

(۷) حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ سے اویسی روحانی تربیت پائے ہیں اور اپنے زمانے کے غوث قطب ہیں، آپ فرمایا کرتے تھے ساری کائنات سے افضل وہ دل ہے جو خدائے تعالیٰ کے ذکر میں بسا ہوا ہو آپ سے کسی نے پوچھا کہ انسان کا غافل یا بیدار دل ہونا کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟ فرمایا جس کسی کے سامنے خدائے تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور وہ سر سے قدم تک خوف الٰہی سے بھر جائے تو سمجھ کہ وہ بیدار دل ہے اور جو ایسا نہ ہو غافل ہے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے:-

صاحبو! تم ایسوں کے ساتھ ہرگز نہ رہنا کہ جب تم اللہ اللہ کہو تو وہ اِدھر اُدھر کے خرافات بکتے رہیں شیخ بو علی سینا آپ ہی کے عہد مبارک میں تھے اور سلطان محمود غزنوی بھی آپ ہی کے مبارک زمانے میں ہوئے ہیں آپ نے ان کو یہ وصیت کی تھی بابا محمود! چار باتوں کا خیال ہمیشہ رکھنا جیسے خدا نے تم پر احسان کیا ہے تم بھی اوروں پر ایسا ہی احسان کئے جانا۔ خدا کا اور اس کے رسول کا فرمان ہمیشہ بجالانا اور ان کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچتے رہنا محمود! تم خاک سے بنے تمہاری اصل خاک ہے خاک ہی کے اوصاف پیدا کرو۔ آگ بنو گے تو آگ ہی میں جھونک دئے جاؤ گے۔ محمود! اپنے ہر دم کو آخری دم سمجھنا موت سے کبھی غافل نہ رہنا شب قدر جیسی متبرک رات عوام کی نگاہوں سے مخفی رکھی گئی ہے مگر آپ نے اپنے مکاشفہ سے اس عقدۂ مالاینحل کو حل فرما دیا ہے) شب قدر کی تلاش کرنے والو! یہ ضابطہ لو، اس سے تم کو شب قدر کا پتہ لگے گا۔ وہ ضابطہ یہ ہے۔

اگر ماہ رمضان کی پہلی تاریخ اس روز ہو تو	اتوار	پیر	چہارشنبہ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
شب قدر اس تاریخ کو ہوگی	۲۹	۲۱	۲۹	۲۵	۲۷	۲۳

آپ کی وفات یوم عاشورہ ۴۲۵ھ میں ہوئی۔

لے حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکاشفہ سے شب قدر کے لئے یہ چھ تاریخیں ثابت ہیں مگر رمضان کی پہلی تاریخ منگل کو ہوگی تو شب قدر کس تاریخ کو پڑے گی؟ اس کا علم نہیں ہوا۔ مولف ۱۲۔

۸- حضرت شیخ ابوالقاسم جرجانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے وقت میں کوئی آپ کا نظیر نہیں تھا آپ کو ایسی حالت قویہ حاصل تھی کہ آپ کے زمانے کے کل مشائخ کو آپ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑا۔

۹- حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ

آپ یکتائے روزگار ہیں اور امام ابوالقاسم قیشری کے شاگرد ہیں فیض باطنی شیخ ابوالقاسم جرجانی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کئے ہیں آخر میں خود شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی روحانی فیض پائے ہیں ۴۷۷ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۱۰- حضرت شیخ خواجہ یوسف ابو یعقوب ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ حنفی مذہب ہیں آپ کو فیض باطنی حضرت غوث اعظم سیدی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ حسن سمنانی اور شیخ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے حاصل ہوا ہے۔ آپ کا سن ولادت ۴۴۰ھ ہے اور سن وفات ۵۳۵ھ آپ کی قبر شریف مرو میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ کے چار خلیفہ تھے منجملہ آپ کے تصانیف کے زینت الحیات اور منازل السالکین اور منازل السائرین قابل دید ہیں۔

۱۱- حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں، آپ مقتدائے وقت تھے اور علوم ظاہری و باطنی کے عالم۔ آپ کا ننھیال روم کا شاہی خاندان ہے آپ کی ولادت سے پہلے خضر علیہ السلام نے آپ کے والد کو آپ کے ولی کامل ہونے کی خبر دی اور آپ کو ذکر قلبی کی تلقین فرمائی اس لئے کہا جاتا ہے کہ خضر علیہ السلام شیخ تلقین تھے اور خواجہ یوسف

ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ صحبت منجملہ آپ کے کرامات کے ایک یہ کہ باوجود بُعدِ مسافت کے آپ پنج وقتہ نماز مکہ معظمہ میں پڑھا کرتے تھے اور منجملہ آپ کے سودمند نصائح کے چند یہ ہیں ۔

۱۔ طالب کو چاہیئے کہ علم دین سیکھے ۔
۲۔ ہر حال میں تقویٰ کو لازم کر لے ۔
۳۔ سنّت نبویؐ اور آثار سلف کی اتباع ہمیشہ کیا کرے ۔
۴۔ سنّت والجماعت کے طریقے کو کبھی نہ چھوڑے
۵۔ صوفی جاہل سے ہمیشہ بچتا رہے
۶۔ پنج وقتہ نماز ہمیشہ جماعت سے پڑھے امامت اور اذان کا وظیفہ نہ لیا کرے ۔
۷۔ شہرت میں بہت آفتیں ہیں اس لئے طلب شہرت سے بچتا رہے
۸۔ کسی عہدہ کو قبول نہ کرے ہمیشہ گم نامی میں گذارے ۔
۹۔ محکموں میں نہ جائے کسی کا کفیل نہ ہو۔ کسی کا وصی نہ بنے۔ بادشاہوں اور امراء اور عہدہ داروں کے ساتھ نہ رہے۔
۱۰۔ خانقاہ بنا کر اس میں نہ بیٹھے ۔
۱۱۔ نہ سماع سنے اور نہ سماع سے انکار کرے
۱۲۔ کم کھائے، کم سوئے۔ کم بات کرے، لوگوں سے ایسا بھاگے جیسے کوئی شیر سے بھاگا کرتا ہے ۔
۱۳۔ خلوت و عزلت اختیار کرے۔ لڑکے، عورتیں بدعتی، اغنیاء، متکبر، عوام کالانعام ان سب کے صحبت سے بچتا رہے ۔
۱۴۔ حلال کھاؤ اور ان اشیاء سے جن کی حلت اور حرمت میں شبہ ہو ہمیشہ بچو ۔
۱۵۔ حتی الامکان نکاح مت کرو۔ ورنہ دنیا طلبی میں پڑ جاؤ گے
۱۶۔ ضحک اور قہقہہ سے بچو اس سے دل مر جاتا ہے ۔

۱۷۔ ہر ایک پر شفقت کرو کسی کو حقیر مت سمجھو۔

۱۸۔ ظاہر آراستہ مت رکھو اس سے باطن کی خرابی کا پتہ لگتا ہے۔

۱۹۔ مخلوق سے جھگڑا نہ مول لو اور نہ ان سے کچھ مطالبہ کرو۔

۲۰۔ کسی کو اپنی خدمت کے لئے حکم مت کرو۔ اور خود بزرگوں کی خدمت جان سے مال سے بدن سے کیا کرو۔ بزرگوں کے افعال کو برا مت کہو۔

۲۱۔ دنیا اور اہل دنیا پر دھوکہ نہ کھاؤ۔

۲۲۔ ہمیشہ مغموم القلب رہو۔

۲۳۔ چاہیے کہ تیرا بدن بیمار اور آنکھ روتی ہوئی، اور عمل خالص، اور دعا عجز و زاری کیساتھ لباس پرانا، رفیق طالب صادق راس مال فقیر، گھر مسجد، اور مونس حق سبحانہ تعالےٰ ہے۔

آپ نے گیارہ کلمات فرمائے ہیں جو آج تک حضرات نقشبندیہ کے زبان زد ہیں اسی پر ان کا عمل درآمد بھی ہے۔

وہ کلمات یہ ہیں

۱۔ وقوف قلبی ۔ یعنی ذکر کے وقت غافل نہ رہے۔ ذکر میں ہی دل لگا رکھے

۲۔ وقوف عددی یعنی جب حبس دم سے ذکر کرے تو طاق عدد پر سانس لیوے۔

۳۔ وقوف زمانی یعنی اپنی عمر کی ہر گھڑی پر نظر رکھے، اگر عبادت الٰہی میں گذری ہے۔ تو اس پر شکر کرے۔ اور جو معصیت اور غفلت میں گئی ہے اس سے استغفار کرے۔

۴۔ ہوش در دم یعنی ایسا انتظام کرے کہ کوئی دم غفلت سے بے یاد الٰہی نہ نکلے اس کو پاس انفاس بھی کہتے ہیں۔

۵۔ نظر بر قدم ۔ یعنی راستہ چلتے وقت سر جھکائے ہوئے نگاہ پشت پا پر رکھے۔

۶۔ سفر در وطن یعنی سالک صفات بشریہ (حرص و ہوا وغیرہ) سے صفات ملکیہ کی طرف نقل کرے

اور عبادت الٰہی و تسبیح و تہلیل کو اپنی عادت کر لیوے۔

۷۔ خلوت در انجمن۔ یعنی مجلس میں (جو تفرقہ و پریشانی کی جا ہے) بظاہر خلق کے ساتھ رہے اور باطن میں حق کے ساتھ۔

۸۔ یاد کرد۔ یعنی ذکر لسانی یا ذکر قلبی سے غفلت دور کرتا رہے۔

۹۔ بازگشت۔ یعنی ذاکر کسی قدر ذکر کرنے کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ دل میں ہے الٰہی مقصود من توئی' رضاء، تو و محبت و معرفت خود بدہ۔ اسی طرح ذکر کرے اور اثناء ذکر میں یہی دعا کرتا جائے۔

۱۰۔ نگہداشت۔ یعنی کیفیت و اسرار احدیت جو معلوم ہوں اس کو چھپائے رکھے کسی پر ظاہر نہ کرے۔

۱۱۔ یادداشت۔ یعنی دور ہونا غفلت کا بے جہد و بلا تکلف اور مستغرق ہونا کیفیت احدیت میں اس طور سے خیال خودی کا رہے نہ بے خودی کا۔ یہ استغراق سوائے اولیاء کے کسی اور کو حاصل نہیں ہوتا ہے۔ آپ کی وفات ۵۷۵ھ میں ہوئی غجدوان میں آپ کا مزار شریف ہے۔

۱۲۔ حضرت خواجہ عارف ریوکری رحمۃ اللہ علیہ

آپ علم و حلم اور زہد و تقویٰ اور ریاضت و عبادت اور اتباع سنت میں شان اعلیٰ اور رتبہ والا رکھتے تھے آپ نے طویل عمر پائی رہے جب تک عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ زندہ تھے آپ انکی خدمت میں رہے۔ پھر بعد وفات حضرت عبدالخالق کے ایک زمانے تک طالبین کو فیض یاب فرماتے رہے۔ آپکی وفات ۶۱۵ھ میں ہوئی اور قبر شریف قریہ ریوکر میں ہے۔ جو مضافات سے بخارا کے ہے۔

۱۳۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ذکر جہری کیا کرتے اور اس سے بہت رغبت رکھتے تھے کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اے اللہ یا میرے مقصود آپ ہی ہیں۔ اپنی رضامندی اور اپنی محبت و معرفت عطا کیجئے۔

کہ خفتہ دل جاگ جائیں، غافل چونک پڑیں، پھر ارشاد ہوا کہ ذکر جہری بھی اس شخص کے لئے مناسب ہے جس کی زبان کذب اور غیبت سے اور پیٹ حرام اور مشتبہ مال سے ظاہر ہو قلب ریا (دکھاوا) و سمعہ (منادا) سے صاف ہو مر غیر حق کی طرف متوجہ ہونے سے پاک ہو آپ کا سن وفات ۷۱۵ھ ہے۔

۱۴۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو خضر علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اس زمانہ کے شیخ کامل خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جب سے آپ نے یہ سنا پھر کبھی انجیر فغنوی قدس سرہٗ کی خدمت اور حاضر باشی کو نہ چھوڑا آپ سے عجیب عجیب کرامات ظاہر ہوئے، رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہٗ آپ کے معصر ہیں آپ بھی ذکر جہری کیا کرتے تھے۔ مگر مبتدی کے لئے ذکر جہری اور منتہی کے واسطے ذکر خفی مناسب خیال فرماتے تھے۔ کسی نے آپ سے پوچھا ایمان کیا چیز ہے فرمایا کندن و پیوستن یعنی از دنیا کندن و بحق پیوستن، دنیا سے ٹوٹ پھوٹ کر خدا کے ہو جانا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ صاحبو! کہتے وقت اور کھاتے وقت نفس کو قابو میں رکھو، اکثر وہ اسی وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ ایک وقت فرمایا حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کے وقت عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی کوئی معنوی اولاد ہوتی تو ان کو سولی پانے سے بچا لیتی۔ ایک روز فرمایا ازل سے عالم شریعت کی ابتداء ہے اس میں قیل وقال ہو سکتا ہے اس لئے [1] اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا قالو بلیٰ [2] سے جواب دیا گیا۔ ابد سے عالم حقیقت کا آغاز ہے اس میں قیل و قال نہیں۔ اس لئے لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ [3] کا جواب کسی نے نہ دیا۔ انتقال کے بعد بھی اپنی فیض رسانی کی طرف اس شعر سے آپ نے اشارہ فرمایا ہے شعر:۔

خواہی [4] مدد از روح عزیزاں یابی ۔۔۔ یا از سر خود ساز و بیا رامیتن

---

[1] کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ [2] سبھوں نے کہا بے شک آپ ہمارے رب ہیں
[3] آج کس کی حکومت ہے ۔ رامیتن حضرت کا شہر ہے۔
[4] اگر تو میری وفات کے بعد میرے سے مدد لینا چاہے تو مر سے چلتے ہوئے رامیتن کو آ جو میرا مدفن ہوگا۔ میں تیری مدد کروں گا۔

وفات کے وقت آپ کی عمر شریف (۱۳۰) سال کی تھی۔ آپ کی تاریخ وفات یہ ہے

ابیات:۔ ہفت صد و پانزدہ زہجرت بود ٭ بست و ہشتم زماہ ذی القعدہ

کاں جنید زماں و شبلی وقت ٭ زیں سرا رفت در پس پردہ

بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کا سن وفات ۷۲۱ھ ہے اور آپ کی قبر شریف خوارزم میں زیارت گاہ خلائق ہے

۱۵۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤالدین نقشبندی قدس سرہٗ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ آپ ان کے مقتدائے وقت ہونے کی خوشخبری سنا کر اپنے سر برآوردہ خلیفہ اول خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ کو ان کی تربیت و تلقین کیلئے سخت تاکید فرمائے تھے اکثر آپ فرمایا کرتے تھے۔ صاحبو! اِدھر اُدھر کے لایعنی خطرات سے ہمیشہ دل کو بچائے رکھو۔ اسی سے دل کا ستیاناس ہوتا ہے ۷۵۵ھ آپ کا سن وفات اور قبر شریف قریۂ سماس میں ہے۔

۱۶۔ حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ

اس وقت جبکہ آپ شکم مادر میں تھے اگر آپ کی والدہ صاحبہ لقمہ مشتبہ کا کھاتیں تو درد شکم کی سخت تکلیف اٹھاتیں اس لئے کئی بار اس کا تجربہ ہونے سے بہت احتیاط کر کے لقمۂ حلال کھاتیں رہیں حضرت بابا قدس سرہٗ کی توجہ عالی سے آپ اس درجہ پر پہنچے کہ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء صاحب ارشاد ہوئے آپ کی وفات روز پنجشنبہ بوقت نماز صبح آٹھویں جمادی الاول ۷۷۲ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر شریف قریۂ سوفار میں ہے

۱۷۔ حضرت خواجگان خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ

آپ کی ولادت شریف ۱۵ محرم ۷۱۸ھ میں ہوئی۔ بچپن ہی سے آپ سے کرامات

۵۔ سن وفات سات سو پندرہ ہجری تھا اور ذی قعدہ کی ۲۸ تاریخ تھی کہ حضرت عزیزان جو اپنے زمانہ کے شبلی و جنید تھے اس دنیائے فانی سے پردہ کر گئے۔

ظاہر ہونے لگے آپ امام طریقت اور پیر حقیقت مقتدائے تجرید اور پیشوائے اہل سنت و الجماعت ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بن سید محمد بخاری بن سید جلال الدین سید برہان الدین بن سید عبد اللہ بن سید زین العابدین بن سید قاسم بن سید شعبان بن سید برہان الدین بن سید محمود بن سید بلاق بن سید تقی صوفی خلوتی بن سید فخر الدین بن سید علی اکبر بن امام حسن عسکری بن امام علی نقی بن امام محمد تقی بن موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم اجمعین افاض اللہ علینا من برکاتہم آپ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب رکھتے تھے اکثر مشائخ اس طریقہ عالیہ کے حنفی مذہب ہوئے ہیں، آپ کو روحانی فیض خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ سے حاصل ہوا ہے گو تعلیم طریقہ امیر کلال قدس سرہٗ سے ہے اور حقیقت میں اویسی روحانیت عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ سے آپ نے حاصل کی ہے، خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ سے خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ تک جو حضرات اس طریقہ عالیہ کے رہبر ہوئے ہیں وہ سب ذکر جہری و خفی دونوں کیا کرتے تھے جب خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی قدس سرہٗ کا دور مبارک آیا تو عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی روح مبارک سے ارشاد ہوا بابہاؤ الدین تم ذکر جہری چھوڑ دو ہمیشہ ذکر خفی کیا کرو۔ جب سے آپ نے اپنے طریقہ عالیہ میں ذکر خفی لازم فرما دیا۔

کسی نے حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ سے پوچھا کہ آپ کے طریقہ عالیہ میں نہ ذکر جہری ہے اور نہ خلوت تو پھر آپ کے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہے؟ فرمایا ظاہر باخلق[1]، باطن با حق دست بکار دل بیار پر ہمارے طریقہ کی بنا قائم ہے پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش ؛ کاینچنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں[2]

ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ ایک گرگٹ آفتاب کے جمال جہاں آرا میں مستغرق ہے اس کے روبرو آپ باادب ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے اپنے محبوب آفتاب کے جمال میں محو و مستغرق ہونے والے گرگٹ! خدا کیلئے میرے حق میں دعا کر کہ جو شہود اور استغراق تجھ کو تیرے محبوب آفتاب

---

[1] ظاہر خلق کے ساتھ رہے اور باطن بھی حق کے ساتھ۔ ہاتھ تو کام پار کرتے ہیں، اور دل اللہ کی طرف متوجہ ہے۔
[2] باطن میں آشنا ہو رہ، اور ظاہر میں بیگانوں کی طرح، کہ یہ بہترین طریقہ دنیا میں بہت کم ہوتا ہے۔

کے ساتھ حاصل ہے ویسا شہود اور استغراق میرا محبوب حقیقی خدا مجھ کو اپنے ساتھ دے ابھی
آپ یہ نہیں کہنے پائے تھے کہ گرگٹ آپ کی طرف متوجہ ہو کر آسمان کی طرف منہ کیا ہوا بہت
دیر تک ایسا ٹھیرا رہا گویا دعا کر رہا ہے جب تک وہ دعا میں تھا آپ آمین کہتے جاتے تھے
جب سے آپ کا مشاہدہ اور بھی قوی ہو گیا۔ اللہ اللہ! کیا بے نفسی تھی سچ ہے عارف مثل
مستسقی[1] کے ہوتے ہیں سب کچھ مل جاتا ہے پھر پہلے سے کے پیاسے ہی رہتے ہیں۔
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پوری پوری اتباع کرکے رات دن رَبِّ[2]
زِدْنِی عِلْمًا کا ہی وردِ ورد رکھتے ہیں آپ کی وفات شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں
ہوئی۔ آپ کی قبر شریف قریہ قصر عارفان میں ہے جو بخارا سے بہت ہی قریب ہے۔

۱۸۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ سے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کی صاحبزادی منسوب تھیں۔ آپ حضرت خواجہ صاحب کے بیحد منظور نظر تھے اور علم و فضل میں یکتائے روزگار۔ آپ کی رعونت مولویت توڑنے کے لئے آپ سے حضرت خواجہ صاحب نے چند روز تک بازاروں میں سیب بکوائے ہیں۔ آپ کو حضرت خواجہ صاحب اپنے نزدیک بٹھاتے اور ہر وقت آپ کے قلب پر نظر رکھتے تھے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا' حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا نفس کا بھیڑیا ہر وقت انسان کی تاک میں لگا رہتا ہے اس سے میں علاؤ الدین کی ہمیشہ حفاظت کیا کرتا ہوں۔

آپ کو دفع خطرات کے لئے حضرت خواجہ صاحب سے اس طرح تلقین ہوئی تھی کہ ہجوم خطرات کے وقت مرشد کا خیال جمائے اگر اس پر بھی دفع خطرات نہ ہوں تو تین وقت بہت قوت سے دم کھینچے اور یوں سمجھے کہ دماغ سے خطرات نکال کے باہر پھینک رہا ہوں' پھر تین مرتبہ یہ دعا دل لگا کر پڑھے[3] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ جَمِیْعِ مَا کَرِہَ اللّٰہُ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّخَاطِرًا

---

[1] مستسقی: ایسا بیمار جو پیاس کی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے وہ ہزار پانی پئے پھر بھی اسے تسکین نہیں ہوتی۔
[2] اے رب مجھ کو اور بھی علم زیادہ کر۔ [3] میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں ان تمام چیزوں سے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں خواہ کہنے کی چیزیں خواہ کرنے کی یا دل میں ہوں یا سننے کی چیزیں ہوں یا دیکھنے کی نیکی کرنے کی قوت اور برائیوں سے بچنے کی طاقت اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

سَامِعًا وَّنَاظِرًا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پھر یا فعّالُ کو بار بار کہتا جائے حضرت علاؤالدین قدس سرہ کے خلیفہ خواجہ عبداللہ امامی فرماتے ہیں اگر اس سے بھی خطرات دفع نہ ہوں تو کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر قلبی کرے اور ذکر کے وقت لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ کا تصور جمائے رکھے چونکہ موجود میں خطرات بھی ہیں لا کے تحت میں آکر منتفی ہو جائیں گے۔ اگر اس سے بھی نفی خطرات کی نہ ہو تو کلمہ کا ذکر جہر سے کرے اور حضرت خواجہ عبداللہ قدس سرہٗ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جتنا سکوت زیادہ ہوگا اتنی نسبت قوی ہوتی جائے گی اور سالک کبھی کسی پر غصہ نہ کرے اگر غیظ وغضب کا کسی وقت اتفاق ہو جائے تو سرد پانی سے غسل کرے اگر مضر ہو تو خیر گرم پانی ہی سے نہالے اس لئے کہ سرد پانی سے صفائی قلب کی پیدا ہوتی ہے پھر لطیف لباس پہن کر خالی مکان میں دو رکعت نماز پڑھے خدائے تعالےٰ کی طرف نہایت خلوص سے متوجہ ہو کر دفع خطرات کے لئے بتائے ہوئے طریقہ کو یہاں شروع سے کیا کرے۔ حضرت علاؤالدین کو خواجہ بہاؤالدین قدس سرہ سے یہ بھی ارشاد ہوا تھا کہ جب تم کسی اہم کام کو شروع کرنا چاہو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ اَللّٰھُمَّ کُنْ[1] وِجْھَتِیْ فِیْ کُلِّ وَجْھَۃٍ وَمَقْصَدِیْ فِیْ کُلِّ مَقْصَدٍ وَغَایَتِیْ فِیْ کُلِّ سَعْیٍ وَّمَلْجَائِیْ وَمَلَاذِیْ فِیْ کُلِّ شِدَّۃٍ وَّھَمٍّ وَوَکِیْلِیْ فِیْ کُلِّ اَمْرٍ وَتَوَلَّنِیْ تَوَلِّیَ مَحَبَّۃٍ وَّعِنَایَۃٍ فِیْ کُلِّ حَالٍ

منجملہ آپ کے بے بہا نصائح کے یہ ہیں۔

۱۔ صاحبو! تفویض وتسلیم کے حاصل کرنے میں خوب کوشش کرو یہی افضل حال ہے۔

۲۔ انسان کو چاہیئے کہ باطن میں معتصم باللہ اور ظاہر میں معتصم بحبل اللہ رہے یعنی قرآن شریف کو ہمیشہ اپنا دستور العمل بنائے رکھے اور باطن سے رات دن خدا ہی کیطرف لو لگی رہے۔

۳۔ اولیاء اللہ کے پُرانوار مزاروں کی زیارت کرنے والو! تم کو چاہیئے کہ زیارت کے

---

[1] اے اللہ ہر امر میں میری توجہ آپ ہی کی طرف رہے آپکے سوا میرا کوئی مقصد نہ ہو میرے ہر کام میں جس کے لئے کوشش کروں اس میں میری نظر آپ ہی پر رہے ہر سختی اور افکارات میں میرے پشت وپناہ آپ ہی رہیں ہر کام میں میرے کارساز آپ ہی ہیں۔ اور مجھ پر ہمیشہ آپ کی محبت رہے ہر حال میں مجھ پر آپ کی عنایت ہوتی ہے۔

وقت خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ رہو اور اس صاحب قبر ولی کی روح کو اس توجہ الی اللہ
کے کمال کا وسیلہ بناؤ۔
۴۔ یوں تو نفی اور اثبات سے بھی جذبہ حاصل ہوتا ہے مگر مراقبہ سے جیسے جلد جذبہ کی
حالت طاری ہوتی ہے ایسا نفی واثبات سے نہیں ہوتی۔
۵۔ سکوت کے فوائد سب ہی جانتے ہیں گو اس پر عمل نہ کر سکیں، مگر سلوک کرنے کے طریقہ سے
اکثر ناواقف ہیں۔
صاحبو! جب سکوت کرو تو قلب کو بے کار نہ رہنے دو، خطرات و وسواس کی روک
تھام میں اس کو لگا رکھو۔ یا اگر قلبی ذکر جاری ہو گیا ہے تو قلب ذکر کیا کرے گا۔
تم چپکے بیٹھے اس کو سنا کرو، یا قلب جو طرح طرح کے رنگ بدل کر سے
گہے[1] بر طارم اعلیٰ نشینم ‌‌‌‌‌‌ ؎ ‌ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم
کا مصداق بنا کرتا ہے۔ تم اس کی اس رنگا رنگی کا تماشہ دیکھا کرو
۶۔ اس زمانے میں تجارت کے بعد اگر کسب حلال کا کوئی ذریعہ ہے تو زراعت ہے۔
۷۔ اللہ والوں کی صحبت سے عقل معاد بڑھتی ہے پھر تو دنیا داروں کی عقل معاش کی
طرح یہ عقل معاد بھی اخروی امور میں موشگافیاں کیا کرتی ہے۔
۸۔ جب مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو ان کی صحبت میں ایک دو دن کو ضرور
جایا کرے۔ اور نہایت ادب سے پیش آئے اگر کچھ بعد مسافت ہو گیا ہو تو مہینے دو مہینے میں
ضرور اپنی حالت ان کی خدمت میں لکھ بھیجا کرے اور باطن سے ہمیشہ ان کی طرف مشغول رہے
آپ نے اپنے مرض موت میں فرمایا۔ **صاحبو!** وہ عالم جہاں مرکز جانا ہے۔ اس عالم سے
بہت ہی افضل و بہتر ہے افسوس ہمارے بعد ہمارے بعض احباب آئیں گے جب وہ ہم کو نہ پائیں گے
تو شکستہ خاطر واپس جائیں گے۔
لوگو! رسومات اور عوام کے عادات کو ترک کرو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم انھیں رسومات وعادات کو چھڑانے کیلئے تشریف لائے ہیں۔

[1] کبھی تو بلند پہاڑی پر رہتا ہوں اور کبھی اپنے پاؤں کی پیٹھ کی بھی خبر نہیں ہوتی۔

عزیمیت پر عمل کرو کوئی سنّت تم سے ہرگز نہ چھوٹنے پائے۔ ان وصایا پر پورا پورا عمل کرو اگر ایسا نہ کرو گے تو خراب ہو جاؤ گے۔ پھر کلمۂ توحید بلند آواز سے بار بار کہنا شروع فرمایا آپ نے اپنے آخری وقت میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کو علانیہ دیکھا خود کچھ عرض کی اور خواجہ صاحب سے بھی کچھ ارشادات سُنے۔ آپ کی وفات عشاء کے بعد شب چہارشنبہ ۴ رجب ۸۰۲ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر شریف قریہ نومن میں ہے جو مضافات سے حصار کے ہے۔

ایک بڑے درجے والے بزرگ اہلِ دل نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ پیشگاہ عالی سے سرورِ دوعالم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہم کو اجازت ملی ہے کہ ہماری قبر کے گرد سو فرسنگ تک جو دفن ہو اسکی ہم شفاعت کیا کریں اور بابا علاؤ الدین عطار اپنی قبر کے اطراف چالیس فرسنگ تک مردوں کی شفاعت کریں گے۔ باقی جو ہمارے اور محب و متبع ہیں وہ بھی اپنی اپنی قبروں کے اطراف و جوانب میں ایک ایک فرسنگ تک مردوں کی شفاعت کیلئے مامور ہوئے ہیں

۱۹۔ حضرت مولٰنا خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علوم ظاہری و باطنی کے عالم متبحر تھے اور حضرت بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ سے اخذ طریقہ کر کے ایک زمانہ تک خواجہ صاحب کی خدمت میں سلوک طے کرتے رہے۔ خواجہ صاحب نے اپنے انتقال کے وقت فرمایا: بابا یعقوب! تم علاؤالدین کی خدمت میں رہ کر اپنے سلوک کی تکمیل کرو۔ حسب الارشاد خواجہ صاحب کے آپ حضرت علاؤالدین قدس سرہٗ کی صحبت میں رہکر خلافت سے سرفراز ہوئے ۸۵۱ھ آپ کا سِن وفات ہے آپکی قبر شریف قریہ ہلغتو میں ہے جو مضافات سے ملک حصار کے ہے۔

۲۰۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی والدہ کے شکم مبارک میں آنے کے چار ماہ قبل آپکے والد ماجد پر حالت

جذبہ کی طاری تھی جب آپ سے قرار حمل ہوا وہ حالت کم ہوگئی۔ آپکے دادا آپکے تولد ہونے کے پہلے ہی آپ کے ولایت کی کل خبریں بجھلا دے چکے تھے۔ آپ کو لڑکپن ہی سے خدائے تعالی کے ساتھ حضور و معیت کی نسبت حاصل تھی' آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بلوغ تک یہی سمجھا ہوا تھا کہ ہر شخص کو یہ نسبت حضوری ہمیشہ حاصل رہتی ہے۔ بالغ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ جو تقدیر کا دھنی ہے اسی کو یہ نسبت حضور و معیت کی حاصل ہوتی ہے ہر کس و ناکس اس سے محروم ہے آپ کی یہ مبارک عادت تھی کہ کسی کا ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے گو وہ کیسا ہی مخلص ہو' ایک بار آپ نے فرمایا کہ کشف قبور سے ہوتا یہ ہے کہ صاحب قبر کی روح اس صورت سے متشکل ہوکر جو اس کی صورت مثالیہ سے مناسب ہے نظر آتی ہے اور شیطان کو بھی قوت تشکل حاصل ہے کیا معلوم ہے شیطان ہے یا صاحب قبر۔ اسلئے اکابر نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم کے نزدیک کشف قبر کا اعتبار نہیں بلکہ ان کا طریقہ یہ ہے کہ جس قبر کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس قبر کے پاس مراقب بیٹھ کر اپنی کل نسبتوں اور کیفیتوں سے خالی ہوکر ظہور نسبت کے منتظر رہتے ہیں اس نئی نسبت سے اس قبر والے کے حال کو جان لیتے ہیں زندہ اجنبی کے حال کو معلوم کرنے کا بھی آپ کے پاس یہی طریقہ ہے منجملہ آپ کے انمول نصائح کے چند یہ ہیں۔

۱۔ خدائے تعالی کا مکر و قسم کا ہوتا ہے عوام سے اس طرح کہ باوجود قصور کے بھی نعمت دیجاتی ہے اور خواص سے یوں کے باوجود بے ادبی کے بھی ان کا حال باقی رکھا جاتا ہے

۲۔ صاحبو! جہاں تک ہوسکے نکاح ہرگز نہ کرو اگر کسی کو اس کا نفس مجبور کر کے نکاح کے لئے بار بار ابھارتا جاتا ہے تو اس کو چاہیے کہ استغفار کی کثرت کرے۔ اگر اس سے وہ خیال نہ جائے تو ایسی جگہہ رہے جہاں عورت کی صورت نظر نہ آئے نہ اس کی آواز سنائی دے۔ اگر باوجود اس کے بھی وہی خیال باقی رہے تو ہمیشہ روزہ رکھے اور غذا کم کھائے اور قوت شہوانیہ کم ہونے کے جو جو تدابیر ممکن ہیں وہ سب کرتا جائے اگر اس سے بھی وہ خیال نہ نکلے تو قبرستانوں میں جاکر نفس سے کہے' اے نفس! دیکھ یہ انھیں کی خاک کا ڈھیر ہے جو گل اندام مہوشں زہرہ جبین پا نہ خوبصورت والی عورتوں سے

لطف صحبت اٹھاتے تھے ہائے اب وہ ہیں اور نہ ان کے اعمال۔ قبر کے کونے میں تنہا پڑے ہوئے ہیں انکے پاس نہ وہ حسن وجمال والی عورتیں ہی ہیں نہ وہ لطف صحبت ہی باقی ہے اگر بجائے نکاح کرکے طرح طرح کی پریشانی اٹھانے کے کسی بزرگ سے فیض پاتے تو آج اس کا لطف اٹھائے اور ان قبرستانوں میں جو اولیائے کرام کے پُرانوار مزارین ہیں ان کے متبرک ارواحوں سے بھی نکاح کا خیال دل سے نکل جانے کے لئے مدد لی جائے، اگر پھر بھی وہی خیال رہے تو تم اپنے زمانے کے زندہ کامل اولیاءعظام سے استعانت لو وہ تم سے تمہارے نفس کا دباؤ جو تم پر نکاح کرنے کے لئے ہو رہا ہے اس کو اٹھا کر تم کو ہلکا پھلکا کر دیں گے۔

۳۔ طالب علم کو چاہئے کہ عمل اور ذکر الہٰی سے کام رکھے حضور اور جمعیت کا خیال اس کے مدِ نظر نہ رہے، اس لئے کہ حضور اور جمعیت خدا کی دین ہے اور نادرا لوجود۔ بندہ کے اختیار سے باہر ہے۔ بخلاف عمل اور ذکر الہٰی کے یہ کسبی ہے اور بندہ کے اختیار میں ہے اور یہی عمل اور ذکر الہٰی پر مواظبت کرنا حضور اور جمعیت کا باعث ہے ایک نہ ایک دن یہی عمل اور ذکر الہٰی حضور اور جمعیت حاصل کرا کر رہیں گے۔

۴۔ جن میں یہ تین علامتیں پاؤ تو ان کو اولیاء کرام سے سمجھو، اُن کی صورت دیکھتے ہی غایت محبت سے بے اختیار دل ان کی طرف جھکا پڑتا ہے جب وہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی باتوں میں کچھ ایسا مزہ آتا ہے کہ دل ہر طرف سے غافل ہو کر یہ چاہتا ہے کہ گھنٹوں بیٹھے انہیں کی باتیں سنا کرے۔ اُن سے کوئی فعل باطل اور لغو صرزد ہونے نہیں پاتا۔

۵۔ قرآن، حدیث، فقہ، ان تینوں کا خلاصہ اور نچوڑ تصوف ہے اور تصوف کا نچوڑ وحدت الوجود کا مسئلہ ہے اور وحدت الوجود باتیں بنانے سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ دل کے آئینہ کو نقوش کو بینہ سے صاف کریں اور تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا کا مصداق بن کر سینہ سے ٹوٹ پھوٹ کر خدائے تعالیٰ کی طرف ہی جھک پڑیں اور اُسی کے ہو رہیں جب کہیں جا کر دل سدھیتا سنبھلتا اور ایسا چمکتا ہے کہ خود بخود وحدت الوجود کا مسئلہ آئینہ عیاں ہو جاتا ہے

۶۔ کھانے پکانے والا پکاتے وقت یاد الٰہی سے غافل نہ رہے کسی پر غیظ و غضب نہ کرتا ہو فحش باتیں نہ بکتا ہو فضول بکواس نہ کیا کرے حضور قلب کے ساتھ با طہارت کھانا پکایا کرے تو وہ کھانا نور بنا ہوا پیٹ میں جاتا۔ اور دل کو منور کر دیتا ہے اور جس کھانے کے پکاتے وقت ان باتوں کا لحاظ نہ کیا جائے۔ تو وہ کھانا دل میں ظلمت اور کدورت پیدا کرتا ہے۔

۷۔ کسی کامل اور مکمل سے کوئی عمل سیکھ کر اس پر مواظبت اور مداومت کرنا درجات عالیہ پر پہنچاتا ہے۔

۸۔ ریاضت سے اخلاق رویہ کو دور کرنا نہایت کٹھن کام ہے باطنی اعمال کا التزام کرو، اور منتظر رہو۔ خود اسی سے یکایک ایسی حالت پیدا ہوگی کہ وہ کل اخلاق رویہ کو زائل کر دیگی۔

۹۔ خواطر رویہ اور مقتضیات طبعیہ سے نجات پانے کے لئے اس طریقہ عالیہ کے مشائخوں نے جو اعمال خیر پسند کئے ہیں ان کا التزام کرو۔ یا اپنے کو بالکل عاجز اور بے بس خیال کرکے نہایت عجز وافتقار اور دوام تضرع وانکسار سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر خلاصی چاہو۔ یا شیخ کے باطن اور ان کی ہمت سے استمداد کیا کرو۔ یہ آخری طریقہ سب طریقوں سے افضل ہے۔

۱۰۔ ذکر بمنزلہ کلہاڑی کے ہے۔ خواطر اور وساوس کے کانٹوں کو دل کے اطراف سے کاٹ چھانٹ ڈالتا ہے۔

۱۱۔ ظاہری احکام کی پابندی کرنا شریعت ہے۔ باطن میں اطمینان وجمعیت بہ تکلف پیدا کرنا طریقت ہے۔ اس تکلف سے آئے ہوئے اطمینان وجمعیت کا ملکہ ہو کر باطن میں راسخ ہو جانا حقیقت ہے

۱۲۔ اس امت مرحومہ سے مسخ صورت اٹھا دیا گیا ہے ہاں مسخ باطن ابھی باقی ہے کیسا ہی کبیرہ گناہ ہو اس پر ندامت نہ ہونا اور کبھی اپنے نفس کو ملامت نہ کرنا اور اگر کسی نے متنبہ کیا تو اس سے متاثر نہ ہونا یہ علامت مسخ باطن کی ہے۔

۱۳۔ نکاح ایک بیڑی ہے جو طالب کے پاؤں میں پڑ جاتی ہے ہمیشہ اس سے بچتے رہو، وہ باطنی سیر سے روکے رہتی ہے۔ ؎

گہ خدائی کہ مایۂ ہوس است ٭ کدبانو کن ترا خدائے بس است

؎ نکاح کرنا طرح طرح کے ہوسیں پیدا کرتا ہے، کہ یعنی نکاح کا خیال چھوڑ دے تو پھر خدا تجھے بس ہے۔

۱۴۔ حقیقت عبادت کی خشوع اور خضوع اور انکسار اور تضرع ہے اس کا حاصل ہونا موقوف ہے اس بات پر کہ دل میں اللہ تعالےٰ کی عظمت جم جائے اور عظمت الٰہی بغیر اس کی محبت کے حاصل نہیں ہوتی اور محبت الٰہی بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع غیر ممکن ہے اور متابعت آنحضرتؐ کی علم دین پر موقوف ہے اس لئے ان علماء کی اتباع کرو جو علوم دین کے وارث ہیں۔ اور ان علماء کی صحبت سے بچتے رہو جو علم کو معاش دینوی اور حصول جاہ وحشم کا وسیلہ بنائے ہوئے ہیں اور اُن صوفیوں کی صحبت سے بھی دُور رہو جو رقص وسماع کی طرف مائل ہیں۔ اس کے سوا ان کو حرام وحلال سے کچھ بحث نہیں جو سامنے آجائے کھا لیتے ہیں۔

آپ کی وفات شریف شنبہ سلخ ربیع الاول ۸۹۳ھ بقولے ۸۹۵ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر شریف شہر سمرقند محلہ خواجہ کفشیر میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

۲۱۔ حضرت خواجہ محمد شرف الدین زاہد رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کے اجل خلفاء سے ہیں کمالات ظاہری اور باطنی سے متصف تھے۔ فقر وتجرید، ورع وتقویٰ، زہد واتباع سنت میں پایۂ عالی رکھتے تھے۔ کئی سال تک رات رات بھر بیدار رہے غرض آپ اسم بامسمی تھے، حق وزاہدو ریاضت خوب ادا فرمائے چونکہ پہلے ہی سے رنگے ہوئے تھے اس لئے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کی ایک ہی صحبت میں آپ کی تکمیل ہوگئی اور خرقہ اجازت سے سرفراز ہوکر وطن واپس ہوئے۔ آپ کی وفات ۹۳۶ھ میں ہوئی۔ اور قبر شریف قریۂ وخشوار میں زیارت گاہِ خلائق ہے جو مضافات سے حصار کے ہے۔

۲۲۔ حضرت خواجہ محمدؐ درویش رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا ابتدائی سلوک حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں

طے ہوا ہے مگر آپ نے تکمیل اور خلافت حضرت خواجہ زاہد رحؒ سے حاصل کی ہے آپ جامع علوم ظاہری و باطنی اور واقف رموز صوری و معنوی تھے، جذب و استغراق شوق و ذوق، سخاو عطا میں شہرۂ آفاق، مریدوں کی تربیت و ارشاد میں ایک آیت تھے آیات الٰہی سے جو آپ کی طرز تلقین دیکھتا دنگ رہ جاتا جب آپ مریدوں کو سلوک طے کراتے تو خدا کی قدرت نظر آتی تھی۔ ۹۷۰ھ آپ کا سنہ وفات ہے آپ کی قبر شریف قریۂ امکنہ میں ہے جو مضافات سے ولایت کش کے ہے۔

۲۳۔ حضرت خواجہ مولٰنا خواجگی محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

گو آپ نے خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور صحبت بھی اٹھائی ہے لیکن تکمیل اور خلافت اپنے والد ماجد خواجہ درویش رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی ہے جیسے آپ کامل مکمل صوفی تھے ویسے ہی علم ظاہری کے بھی بہت بڑے عالم تھے جیسے آپ زاہد و عابد صاحب ذکر و شغل تھے ویسے ہی صاحب کرامت و خوارق بھی تھے آپ ہمیشہ اپنے کو مخلوق کی نظروں سے مخفی رکھتے تھے۔ بغیر استخارہ کروائے کے کسی کو مرید نہیں کرتے تھے آپ نے اپنے خلیفۂ خاص خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک فرمان لکھا ہے جس کے آخر میں یہ ابیات ہیں ؎

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

آپ کی وفات ۱۰۰۸ھ میں ہوئی ہے اور قبر شریف قریۂ امکنہ میں زیارت گاہ خلق ہے۔

۲۴۔ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد ماجد قاضی عبدالسلام ہیں ۹۷۲ھ تھا کہ آپ شہر کابل میں پیدا ہوئے لڑکپن ہی سے آپ کے چہرہ سے آثار جذبۂ الٰہی کے عیاں تھے حضرت محمد صادق حلوائی رحمۃ اللہ علیہ سے

سلہ مجھ کو گھڑی گھڑی موت یاد آ رہی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آئندہ مجھے کیا پیش آنے والا ہے۔ خدا سے مجھ کو جدائی نہ ہو اس کے سوا جو کچھ بھی مجھے پیش آیا اس کی مجھے پروا نہیں۔

علوم ظاہری کی تحصیل کی ہے، پھر طریق تصوف میں داخل ہونے کا داعیہ پیدا ہوا تو اپنے شیخ خواجہ عبید اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت توبہ کی۔ جب آپ کو استقامت علی الطریقت حاصل نہ ہوئی تو دوبارہ شیخ افتخار رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب یہاں بھی تشفی نہ ہوئی تو حضرت شیخ امیر عبید اللہ بلخی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کی یہاں بھی سیری نہ ہوئی، کسی کامل کی تلاش میں تھے کہ خواب میں اپنے آپ کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے دیکھا۔ اس روز سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے کسی بزرگ سے فیض حاصل کرنے کی فکر ہوئی اس لئے شہر کشمیر میں پہنچ کر شیخ بابا ولی کبروی نقشبندی کی خدمت میں رہے یہاں خوب اصلاح ہو رہی تھی غیبوبیت کا بھی ظہور ہو رہا تھا۔ کہ ایسے میں شیخ مذکور کا انتقال ہو گیا آپ نہایت مغموم اور متفکر تھے کہ حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمتہ اللہ علیہ کی غلامی نصیب ہوئی آپ کو مولانا خواجگی امکنگی رحمتہ اللہ علیہ خلوت میں لے جا کر تین دن پے درپے توجہ دیتے رہے۔ خدا کی شان یہاں آپ کی تکمیل ہو گئی۔ ایک دن حضرت خواجگی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بابا باقی باللہ تم اب بلاد ہند میں جاؤ وہاں تم سے اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی رونق ظاہر ہوگی۔ آپ کی مزاج میں چونکہ انکساری بہت تھی اس لئے اس خدمت کے اختیار کرنے سے معذرت ظاہر کی۔ تو حضرت خواجگی رحمتہ اللہ علیہ نے استخارہ کیلئے ارشاد فرمایا۔ استخارہ کرنے سے عالم رویا میں معلوم ہوا اس کی تعبیر دیگئی کہ ہند میں ایک کامل الاستعداد (مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ تمہاری صحبت میں رہیں گے تمہارے کمالات ان کے ذریعہ سے ظاہر ہوں گے۔ تم کو ان سے اور ان کو تم سے ایک حلاوت ملے گی آپ نے حسب الارشاد اپنے مرشد کے بلاد ہند کا ارادہ فرمایا پہلے لاہور میں رونق افروز رہے وہاں بہت لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے وہاں سے شہر دہلی میں تشریف لے آئے، چونکہ دہلی قلعہ فیروزیہ ایسا خوشنما مقام ہے جس میں ایک بڑی نہر اپنی روانی سے دلوں کی فرحت دے رہی ہے اور وہاں ایک بہت بڑی مسجد بھی واقع

ہے، اللہ والوں کو ایسے ہی مقام کی طلب رہتی ہے اس لئے آپ کو بھی یہی مقام پسند آیا۔ وفات تک آپ یہیں تشریف فرما رہے باوجودیکہ آپ ذوق و شوق و وجد و حال میں یگانہ روزگار تھے اور معرفت وحقیقت میں پایۂ عالی رکھتے تھے، پھر بھی آپ کے مزاج شریف میں تواضع وانکسار اس درجہ تھا کہ خاک پر بے بستر کے بیٹھ جاتے اور اپنے آپ کو مقام ارشاد کے اہل نہیں سمجھتے تھے مخلوق پر شفقت کرنا آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا ایک روز بلی آپ کے لحاف پر سوگئی صبح تک آپ یوں ہی کڑاکے کے جاڑے میں بے لحاف کے اکڑتے ہوئے گذار دیئے لیکن بلی کو لحاف سے علیحدہ نہیں فرمایا۔ ایثار آپ کے مزاج میں اعلیٰ درجے کا تھا۔ انکسار کی تو انتہا ہی نہیں تھی۔ اگر کسی مرید سے لغزش ہوتی تو فرماتے کہ یہ ہماری ہی لغزش ہے جو بطور انعکاس کے اس سے ظہور کی ہے۔ آپ عبادات اور معاملات میں احوط[1] مسئلہ پر عمل فرماتے تھے اسی واسطے ابتداء باوجود حنفی ہونے کے قرآءت خلف امام کیا کرتے تھے، ایک رات آپ نے امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ امام فرما رہے ہیں کہ میرے مذہب پر بڑے بڑے کامل مکمل اولیاء اللہ عامل رہے ہیں آپ نے امام کی اس تعریض کو سمجھ کر صبح سے قرآءت خلف امام ترک فرمادی۔ ایک روز ایک جگہ تشریف لیجا کر وہاں دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہاں کی مٹی ہمارے دامن کو لگے گی پھر خواب میں عبیداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ آپ کو کرتا پہنا رہے ہیں صبح آپ نے تعبیر اس کی فرمائی کہ ممکن ہے صحت ہو جائے ورنہ اس سے کفن کی طرف اشارہ ہے۔ پھر آپ نے مرض سے روز دوشنبہ ۲۵/ ماہ جمادی الآخری ۱۰۱۲ھ میں وفات فرمائی آپ کی قبر شریف شہر دہلی میں قریب اس مقام کے ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار قدم مبارک ہیں۔

---

[1] زیادہ احتیاط۔

۲۵۔ غوث الواصلین وقطب العارفین محبوب صمدانی امام ربانی مجدد الف ثانی امام طریقہ حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نسبتاً فاروقی ہیں، اٹھائیس واسطے پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰے عنہ آپ کے دادا ہوتے ہیں، آپ کے کل آبا واجداد صلحا وعلماء ہوئے ہیں آپ کی سوانح تعریف لکھنے کے لئے ضخیم کتابیں غیر کافی ہیں، ہتر گا مختصر سا حال لکھا جاتا ہے ۹۷۱ھ بمقام بلدہ سرہند میں آپ کی ولادت ہوئی (خاشع ۹۷۱ھ) آپ کی تاریخ ولادت ہے آپ ابھی بہت کم عمر تھے کہ شیخ شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی نسبت اس طرح پیش گوئی فرمائی تھی کہ اس بچہ کی عمر طویل ہوگی اور بہت بڑا عالم باعمل صاحب احوال عالیہ ہوگا۔ شیخ موصوف نے اپنے انتقال کے وقت اپنی زبان حضرت امام ربانی صاحب کو چسوا کر جب ہی سے نسبت قادریہ کا القا فرما دیا تھا۔ لڑکپن ہی سے آپ کی کچھ ایسی حالت تھی کہ جو آپ کو دیکھتا کہتا کہ یہ بچہ ہونہار ہے آئندہ بہت کچھ کر دکھائے گا۔ آپ نے اکثر علوم متداولہ اپنے والد ماجد سے ہی حاصل کئے ہیں، پھر سیالکوٹ جا کر مولانا محمد کمال کشمیری اور مولانا یعقوب کشمیری سے علوم کی تحصیل کی اور حدیث کی سند قاضی بہلول بدخشی سے حاصل فرمائی، آپ کے زمانہ میں کوئی آپ کا ہمسر علوم میں نہ تھا۔ آپ کو نسبت چشتیہ اور قادریہ اور ان دونوں میں اجازت اور خلافت اپنے والد ہی سے حاصل ہوئی۔ ابھی آپ کی عمر شریف (۱۷) سال بھی نہیں ہوئی تھی کہ علوم ظاہری وباطنی میں یکتائے روزگار ہو کر طالبین اور سالکین کو ظاہری اور باطنی علوم کا افادہ فرمانے میں مصروف ہوئے۔ اسی اثنا میں بہت سے رسالے جیسے رسالہ جات تہلیلہ اور ردِّ روافض وغیرہ تصنیف فرمائے گو اس وقت روافض کا بہت زور تھا۔ مگر آپ کی حق پسند طبیعت نے ان کا رد لکھ ہی دیا۔ باوجود اس کمال کے نسبت نقشبندیہ

حاصل کرنے کے لئے آپ بہت ہی مشتاق تھے، اور حرمین شریفین کی زیارت کا شوق بھی بے چین کر رہا تھا۔ لیکن آپ کے والد ماجد غایت شفقت سے ایسے دور دراز سفر کرنے کو گوارا نہیں فرماتے تھے۔ جب ۱۰۰۷ھ میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو چکا تو آپ ۱۰۰۸ھ میں حج کے لئے اپنے وطن سے روانہ ہوئے راہ میں دہلی پڑتی تھی، دہلی پہنچ کر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل کئے حضرت آپ کو نہایت تعظیم و تکریم سے لئے دو دن کے بعد حضرت امام ربانی صاحب کو داعیہ بیعت پیدا ہوا۔ حضرت باقی باللہ صاحب نے خلاف عادت بغیر استخارہ آپ کو سلسلہ عالیہ میں داخل فرما کر اپنا گذشتہ خواب بیان فرمایا کہ بہت دن ہوئے میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر حضرت خواجگی امکنگی قدس سرہٗ نے یہ دی تھی کہ مجھ سے کوئی قطب الاقطاب فیض پائے گا۔ تم میں وہ سب آثار پائے جاتے ہیں۔ تم ہی آئندہ قطب الاقطاب ہونے والے ہو۔

پھر حضرت امام ربانی صاحب نے طریقہ نقشبندیہ کے ریاضات و مجاہدات و وظائف و اذکار و مراقبات میں اشتغال فرمایا۔ خدا کی شان دو مہینے اور چند روز میں علوم لدنیہ، معارف یقینیہ، اسرار ولایت، مقامات سنیہ، انوار فیوضات و برکات الٰہیہ کچھ ایسے امڈے چلے آرہے تھے کہ جس کی وجہ سے بڑے بڑے اولیاء اللہ کی عقلیں دنگ تھیں۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے) پھر اجازت و خلافت سے سرفراز ہو کر اپنے وطن میں تشریف لائے۔ دور دور سے عطشانِ معرفت آآ کر فیض یاب ہوتے تھے گو آپ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ کل نسبتوں کے جمع تھے۔ لیکن طریقہ نقشبندیہ کے ترویج میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ غرض آپ کی حالت اس مقولہ کے مصداق ہے۔ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَلَا یُبْغِضُہٗ اِلَّا فَاجِرٌ شَقِیٌّ مومن متقی ہی آپ کو چاہا کرتا اور اپنے دل میں آپ کی محبت لئے رہتا ہے۔ اور فاجر شقی بدنصیب ازلی ہی آپ سے بغض [illegible] عالیہ [illegible] پیا ہے۔

وعدادست رکھتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی آخر میں نہایت معتقد ہوکر یہی مقولہ فرمایا کرتے تھے اور حضرت شیخ ولی اللہ صاحب نے بھی آپ کی بہت کچھ مدح کی ہے آپ کے کرامات بے حد و بے شمار ہیں ایک وقت معین پر دس بیگہ کی دعوت قبول فرمائی، وقت مقررہ پر ہر ہر شخص کے پاس کھانا تناول فرماتے نظر آئے کلمۂ حق کہنے کی وجہ سے جہانگیر نے جب آپ کو قید کیا تو باوجود سخت پہرہ چوکی جمعہ کے لئے مسجد میں آتے اور بعد قید خانے تشریف لے جاتے پہرہ والے جوانوں کو خبر بھی نہ ہوتی۔ کہ آپ باہر کب آئے اور محبس میں واپس کب ہوئے۔ بادشاہ موصوف نے کئی بار آپ سے یہ کرامت دیکھی نہایت معتقد ہوکر معذرت کرتے ہوئے قید سے رہا کیا جس وقت آپ محبس سے نکلے ہیں آپ کی فیض صحبت سے ساتھ کے سینکڑوں قیدی اہل دل اور اولیاء کرام سے ہوگئے تھے۔ اور آپ کی بہت بڑی کرامت تو استقامت شریعت تھی جس کو آپ نے اپنے کسی مکتوب میں اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ (اگر کوئی شخص باوجود ہوا پر اڑنے اور پانی پر چلنے کے ایک مستحب بھی ترک کیا کرتا ہو تو وہ نقشبندیہ اولیاء اللہ کے نزدیک جو برابر قدر و منزلت نہیں رکھتا ہے) اتباع سنت آپ پر اس طرح غالب تھی کہ جب آپ کی عمر شریف (۶۰) سال کی ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ۔ ہماری عمر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف سے بڑھ نہیں سکتی ہم بھی حضور کی طرح ترسٹھ سال کی عمر میں دنیا سے کوچ کر جائیں گے۔) ایسا ہی ہوا۔ ماہ محرم ۱۰۳۴ھ میں ایک روز آپ نے فرمایا کہ (پچاس روز کے بعد ہم اس عالم سے کوچ کرنے والے ہیں مجھے میری قبر کی جگہ بتلائی گئی ہے) آپ نے اپنی اولاد کو جو جو وصیت فرمائی ہے منجملہ اس کے یہ بھی ہے کہ (ہماری قبر مخفی رکھنا) اس سے جب اپنی اولاد کو ملول پایا تو فرمایا (اچھا ہم کو ہمارے والد کے پاس دفن کرنا لیکن

ہماری قبر مٹی اور اینٹ کی مسنون طریقہ پر رہے۔ تاکہ بہت جلد ملیا میٹ ہو جائے
غرض روز سہ شنبہ ۲۷ صفر ۱۰۳۴ھ میں آپ نے مسنون طریقہ کے موافق سیدھی کروٹ
لیٹ کر دست مبارک اپنے رخسار کے نیچے رکھے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ (سب
کچھ اعمال صالحہ کئے مگر ایک وقت جو دو رکعت نماز میں نے پڑھی ہے وہ آج کافی
ہو رہی ہے) یہ فرمایا اور روح مبارک اَعْلٰی عِلِّیِّیْن کو روانہ ہو گئی لفظ صلوٰۃ پر ہی
خاتمہ ہو گیا۔ اور یہی صلوٰۃ نسبت انبیاء علیہم السّلام کی ہے کسی نے آپ کی تاریخ رحلت
"رفیع المراتب" نکالی ہے نَوَّرَ اللّٰہُ مَضْجَعَهٗ وَ قَدَّسَ سِرَّهٗ (اللہ تعالیٰ
ان کی قبر کو نورانی کرے اور ان کے بھید کو پاک کرے)

۲۶۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۰۰۹ھ آپ کا سنِ ولادت ہے، حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے آپ
تیسرے صاحبزادے ہیں، حضرت امام ربانی صاحب نے آپ کی استعداد عالی کی بہت
کچھ تعریف کی ہے کہ (یہ میرا بچہ ولایت محمدی کے لئے ذاتی استعداد رکھتا ہے اور یہ
بچہ محمدی المشرب ہے اور منجملہ محبوبین کے ہے) تین ماہ کی مدت قلیل میں آپ نے قرآن
شریف کے حفظ سے فراغت پائی، جس وقت آپ کو علوم عقلیہ اور نقلیہ کی
تحصیل ہوئی ہے اس وقت آپ کی عمر شریف سولہ سال کی تھی بعد ازاں آپ
طلبہ کے افادہ میں مصروف ہوئے آپ کے والد ماجد امام ربانی صاحب نے اثنار
تحصیل ہی میں جب کہ آپ کی عمر شریف گیارہ سال کی تھی تلقین طریقہ فرما دیا
تھا۔ کم عمری ہی میں آپ نے ذکر و فکر و مراقبات میں مواظبت فرمائی جب آپ کا قال و
حال میں کمال استقامت رکھنا، ورع و تقویٰ کا ہر حال میں پابند ہونا، احوال اور واردات
سے مشرف ہونا حضرت امام ربانی صاحب نے ملاحظہ فرمایا تو اجازت اور خلافت
سے بھی سرفراز کیا اور یہ خوشخبری دی کہ یَا مُحَمَّدُ مَعْصُوْمُ! تم شام و روم اور اس کے

اطراف و جوانب کے قیوم اور قطب ہوں گے واقعی ایسا ہی ہوا کہ آپ کے خلفاء ان شہروں
میں عطشان معرفت کو خوب سیراب کئے اور کر رہے ہیں۔ آپ کے مکتوبات تین ضخیم
جلدوں میں جمع ہیں جس میں آپ نے بہت سے باریک اور دقیق لطائف و اسرار
کو ظاہر فرمایا ہے۔ اور اس میں اپنے والد ماجد کے اکثر مکتوبات کو بھی حل کیا ہے آپ
سے بہت کثرت کے ساتھ خوارق و کرامات ظہور پائے ہیں آپ کی وفات ۹ ربیع الاول
۱۰۷۹ھ میں ہوئی آپ کا مزار انوار سرہند شریف میں ہے۔

۲۷۔ قدوہ ارباب الکشف والیقین و سلطان الاولیاء و المتقین مولٰنا الشیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت معصوم قدس سرہٗ کے آپ پانچویں صاحبزادے ہیں ۱۰۵۵ھ آپ کا سن ولادت
ہے آپ عالم باعمل ہمیشہ ماسوائے اللہ اعراض کئے ہوئے رہتے تھے۔ تحصیل علوم کے بعد
طریقہ نقشبندیہ مجددیہ اپنے والد ماجد سے حاصل کئے آپ کا جذب قوی اور تصرف
عالی ایسا تھا کہ لوگ آپ کے قوۃ توجہ سے مضطرب رہتے تھے حسب الارشاد اپنے
والد کے شہر دہلی میں آپ نے اقامت فرمائی۔ آپ مقبول خاص و عام تھے حتیٰ کہ سلطان ہند
محمد اورنگ زیب عالمگیر مع اپنے اولاد امراء کے آپ کے زمرہ مریدوں میں داخل ہوئے اور آپ سے
علم باطن کا استفادہ کئے آپ کے فیض صحبت سے وہ ہمیشہ شب بیدار رہا کرتے تھے آپ نے
اپنے والد کو لکھا کہ عالمگیر میں ولایت لطیفہ اخفیٰ کی غالب ہے تو آپ کے والد ماجد حضرت
معصوم صاحب نے بھی نظر کشف سے معلوم فرما کر تصدیق کی اور فرمایا کہ ایسا سلطان
عالمگیر کو ولایت لطیفہ اخفیٰ کی حاصل ہے۔ حضرت سیف الدین صاحب امر معروف و نہی
عن المنکر میں اس رتبہ پر پہنچ گئے تھے کہ آپ جیسا کوئی شیخ بدعتوں کا مٹانے والا نہ ہوا
نہ اس وقت تھا۔ آپ کے زمانہ میں بلاد ہند سے کل بدعتیں اٹھ گئیں اس واسطے

آپ کے والد ماجد نے آپ کا نام محتسب اُمت رکھا تھا ایک روز سلطان عالمگیر نے اپنے محل میں آپ کو دعوت دی، آپ نے ادائی سنت کیلئے دعوت قبول فرمائی جب آپ شاہی قلعہ کے قریب پہنچے ہیں یکایک آپ کی نظر مبارک قلعہ کی دیوار پر پڑی، اس پر ایک تصویر پتھر کی تراشی ہوئی نظر آئی یہ دیکھتے ہی فوراً واپس ہوئے اس کی اطلاع عالمگیر کو دیگئی سلطان عالمگیر نے اسی وقت اس تصویر کو توڑ دینے کا حکم کیا اور حضرت کو اپنے محل میں لے آیا۔ روزآنہ صبح و شام آپ کے باورچی خانہ سے ایک ہزار چار سو اشخاص کھانا کھایا کرتے تھے۔ ہر ایک اپنے اپنے حسب مرضی غرض آپ کے فیض باطنی اور ظاہری سے ہزارہا غریب اور امیر فیض یاب ہوتے رہے اور سینکڑوں کامل وتکمل ہوکر نکلتے رہے ایک آپ کا مرید مجلس سماع میں تھا بہت کچھ ضبط کیا لیکن برداشت نہ کرسکا۔ دل شق ہوا ہلاک ہوگیا۔ آپ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا سماع دردمندوں کو ہلاک کرنے والا ہے اسی لئے علمائے نے سماع کو حرام ٹھیرایا ہے۔ آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص تقلیل[1] غذا کرنا چاہا، آپ نے فرمایا کہ اس طریقہ عالیہ میں تقلیل غذا کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پیران کبار نے اس طریق کی بنار دوام[2] وقوف قلبی اور صحبت شیخ پر رکھی ہے۔ زاہد اور مجاہدہ شاقہ کا نتیجہ اور ثمرہ خرق عادات اور تصرفات ہیں ہم کو اس سے کام نہیں۔ غرض ہماری دوام ذکر اور توجہ الی اللہ اور اتباع سنت اور کثرت انوار و برکات ہے۔ وہ سب دوام وقوف قلبی اور صحبت شیخ سے حاصل ہوجاتے ہیں ۱۰۹۵ھ میں آپ کی وفات شریف ہوئی اور شہر سرہند میں آپ کا مزار شریف ہے۔

۲۸۔ حضرت شیخ حافظ محمد محسن رحمتہ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں اور شیخ محمد معصوم قدس سرہٗ کے خلیفہ، آپ کے فیض باطنی سے بہت لوگ فیضیاب ہوتے ہیں علوم ظاہری میں آپ کے وقت دہلی میں کوئی آپ کا نظیر نہیں تھا۔ ایسا ہی آپ ورع و تقویٰ و

[1] غذا کو کم کرنا۔ [2] ہمیشہ دل کو ذکر میں مشغول رکھنا۔

زہد و ریاضت میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپ کی وفات ۱۱۳۵ھ میں ہوئی۔

۲۹۔ حضرت مولٰنا سید السادات سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے، نسبت نقشبندیہ مجددیہ شیخ سیف الدین قدس سرہ سے حاصل کی۔ پھر شیخ حافظ محسن قدس سرہ کی خدمت شریف میں برسوں رہ کر تحصیل فیوض کرتے رہے۔ پھر آپ پر ایسی حالت استغراق طاری ہوئی کہ پندرہ برس تک بجز اوقات صلوٰۃ کے بالکل مغلوب الحال رہے صرف نماز پنج گانہ کے ہوش آجاتا تھا۔ آپ اتباع سنت کرنے میں اور کمال ورع وتقویٰ میں اپنے اقران[1] پر ممتاز تھے کتب سیر و اخلاق کا ہمیشہ مطالعہ کرکے سنن اور آثار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں رہتے جو سنت ملتی اس پر ہمیشہ مداومت فرماتے تھے۔ ایک وقت بیت الخلاء میں جاتے وقت خطاً سیدھا قدم خلاف سنت پہلے رکھا گیا، اس خلاف سنت سے آپ کے باطنی احوال پر بہت برا اثر پڑا، تین روز تک قبض عظیم رہا۔ آپ نے بہت ہی تضرع کی بعدہٗ بسط کی حالت پیدا ہوئی۔ غذائے حلال کے لئے بہت ہی اہتمام فرماتے تھے چونکہ طعام اغنیاء شبہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لئے کسی غنی کا کھانا عمر بھر تناول نہیں فرمایا، ایک روز کسی دنیا دار کے پاس سے کھانا آیا، فرمایا کہ اس کھانے سے ظلمت ظاہر ہو رہی ہے۔ حضرت مظہر جان جاناں قدس سرہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یا مظہر! ذرا اس طعام کو دیکھنا کیسا ہے؟ حضرت مظہر جان جاناں قدس سرہٗ نے توجہ کے بعد فرمایا حضور! طعام تو حلالی پیسہ کا ہے لیکن ریا کی وجہ سے اس میں ظلمت پیدا ہو گئی ہے۔ جب کسی دنیا دار سے کتاب مستعار لیتے تین دن تک اس کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اور ارشاد فرماتے کہ اس کتاب کی جلد اور غلاف میں صحبت اغنیاء کی ظلمت اثر کر گئی ہے، تین دن کے بعد جب اس کو آپ کی صحبت کی برکت نورانی کرتی تو اس وقت مطالعہ فرماتے کمال تورع[2] اور اتباع سنت ایسی آپ پر غالب تھی کہ آپ کے دسترخوان پر عمر بھر دو سالن نہیں جمع ہوئے۔ آپ کے نفس قدسیہ پر کسی کی مدح او

[1] ہمعصروں [2] تقوی

زہر کا بالکل اثر نہیں ہوتا تھا۔ رضا و تسلیم الی القضاء آپ کا ہمیشہ شیوہ تھا۔ گیارہویں ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی رَوَّحَ اللہُ رُوحَہٗ وَنَوَّرَ ضَرِیحَہٗ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِہٖ۔ (اللہ تعالیٰ ان کی روح کو راحت و آرام میں رکھے اور ان کی قبر شریف کو نور سے بھر دے اور ان کے برکات ہم پر جاری کرے۔

۴۰۔ قیوم طریقہ احمدیہ محی السنۃ النبویہ فرید عصر وحید دہر حضرت مولانا شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ علوی[1] سید ہیں بذریعہ محمد بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اٹھائیسویں واسطہ پر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتے ہیں آپ کی ولادت ۱۱۱۱ھ میں جمعہ کے دن رمضان المبارک کی گیارہویں تاریخ ہوئی، کم سنی ہی سے آثار رشد و ہدایت اور انوار درایت و لایت آپ کی جبین مبارک سے ظاہر تھے آپ کے والد ماجد فقیر مشرب تھے۔ انہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت میں بہت ہی اہتمام فرمایا جمیع فنون اور صنائع میں بھی یکتائے روزگار بنایا حتیٰ کہ آپ کپڑوں کے سینے میں کمال رکھتے تھے۔ صرف ایک پائجامہ کو پچاس طرح سے قطع کرتے تھے۔ خود آپ فرماتے ہیں کہ اگر بیس شخص تلوار کھینچ کر مجھ پر حملہ کریں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک چھوٹی سی لکڑی ہو تو ان بیسوں سے ہتیار رکھوا لوں گا آپنے نو سال کی عمر میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں بہت ہی الطاف فرماتے ہوئے دیکھا۔ غرض آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں کل علوم عقلیہ اور نقلیہ سے فراغت پائی لڑکپن ہی سے آپ عاشق مزاج واقع ہوئے تھے اس لئے آپ شاعری میں بھی شہرۂ آفاق تھے غزلیات اور اشعار شوق میں آپ کا دیوان فارسی نہایت پرمذاق موجود ہے اتباع سنت کی رغبت آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی علم باطن کا شوق اور ذوق ...

---

[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے سوا دیگر ازواج سے پیدا ہوئی ان کو علوی سادات کہتے ہیں۔

حقیقی کی طلب بے چین کرنے لگی، اس لئے کسی کامل کی تلاش تھی اپنے والد کو دیکھا تو شیخ عبدالرحمٰن قدس سرہٗ کے معتقد اور مرید پایا۔ ایک روز اپنے والد کے ساتھ شیخ عبدالرحمٰن قدس سرہٗ کے پاس گئے ان کو باوجود صاحب کرامات ہونے کے افعال صلوٰۃ میں تساہل کرتے پایا۔ آپ فرماتے ہیں میرے دل نے کہا کہ سنت مصطفوی کا تارک کہیں مقتدا بن سکتا ہے؟ شیخ عبدالرحمٰن کو جب سنتوں کا خیال نہیں ہے تو میں ان کو اپنا مقتدا کیوں کر بناؤں اس وجہ سے مجھ کو ان سے نفرت ہوگئی لیکن یہ ڈر لگا ہوا تھا کہ والد کہیں مجھ کو مجبور کر کے شیخ عبدالرحمٰن صاحب کا مرید کرادیں ایک روز میں نے والد سے پوچھا کہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب افعال صلوٰۃ میں کیوں مساہلت کرتے ہیں، والد نے اس کا جواب دیا کہ وہ مغلوب السکر ہیں، اس لئے معذور ہیں۔ میں نے کہا اچھے مغلوب السکر ہیں۔ نماز کے وقت تو سکر کا غلبہ رہتا ہے، باقی دوسرے احوال اور اوقات میں بھلے چنگے ہو جاتے ہیں۔ والد میری اس تقریر سے متحیر رہ گئے اور فرمایا خدائے تعالیٰ تم کو فہم و ذکاوت اور دے تم نے تو ہمارے شیخ پر بھی اعتراض کردیا۔ اس وقت وہ بات رفع دفع ہوگئی لیکن آئندہ کیلئے والد کو جو خیال تھا کہ مجھ کو شیخ عبدالرحمٰن صاحب کا مرید کرادیں وہ جاتا رہا۔ اسی اثناء میں سیدالسادات سید نور محمد صاحب بدایونی کے اوصاف جمیلہ میرے گوش گذار ہوئے اور دل میں حضرت کی ملاقات کا شوق دن بدن بڑھتا چلا غرض کہ جب میں حضرت بدایونی قدس سرہٗ کی خدمت شریف میں پہنچا تو حضرت کو کمال تشرع و اتباع سنت و تخلق[1] باخلاق اللہ میں جیسا کہ سنا تھا اس سے بدرجہا زیادہ پایا۔ حضرت نے فرمایا! تم کس غرض سے آئے ہو۔ میں نے عرض کی کہ غلاموں میں شریک ہونا چاہتا ہوں، فوراً حضرت نے خلاف عادت بے استخارہ کئے زمرہ میں مریدوں کے شامل فرمایا، پہلے ہی توجہ میں میرے کل لطائف خمسہ جاری ہوگئے۔ پھر تو آپ کی صحبت کی برکت سے میرا

---

[1] اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متصف۔

کھانا چھوٹا اور نیند گئی، مخلوق کے اختلاط سے نفرت ہونے لگی۔ ویرانوں میں ننگے سر اور ننگے پیر گھومتا پھرتا تھا۔ نہایت بھوک کے وقت درختوں کے پتے چبا کر بسر کرتا۔ اور اسی کو اپنا رزق بناتا کہتے ہیں کہ آپ کے باطن میں اس قدر تاثر تام پیدا ہوگیا کہ آئینہ میں اپنے آپ کو اپنے شیخ کی صورت و ہیئت میں دیکھا کرتے، اگر کبھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ چھڑ جاتا تو آپ حضرت صدیق اکبرؓ کو علانیہ تشریف فرما اپنے سر کی آنکھوں سے معائنہ فرماتے، الحاصل آپ حضرت بدایونی قدس سرہٗ کی خدمت مبارک میں چار سال تک حاضر اور ریاضت فرماتے رہے۔ آخر کار تعلیم طریقہ اور خرقہ صوفیہ سے سرفراز فرمایا۔ اسی زمانہ میں حضرت بدایونی قدس سرہٗ کا وصال ہوگیا۔ گو آپ خلیفہ ہو چکے تھے۔ لیکن ابھی سیرابی نہیں ہوئی تھی اور طلب وہی تھی اسلئے آپ اپنے شیخ بدایونی قدس سرہٗ کی قبر شریف سے چھ سال تک فیض حاصل کرتے رہے۔ ایک روز آپ نے خواب میں اپنے شیخ بدایونی قدس سرہٗ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں بابا مظہر! اگرچہ قبور سے فیض حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن عادت اللہ یوں ہی جاری ہوئی ہے کہ تکمیل کسی زندہ سے کی جائے اس لئے تم کسی زندہ شیخ سے اپنی تکمیل کرلو غرض رویا میں کئی بار اپنے شیخ کا حکم پاکر کسی کامل کی تلاش میں آپ کو نکلنا پڑا آپ کے ارادت مند دل نے شیخ شاہ گلشن صاحب کی صحبت میں چندے رہنا چاہا، لیکن خود شاہ گلشن صاحب نے عذر کیا کہ میں ملامتی فقیر ہوں اور آپ پر اتباع سنت غالب ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ کسی اور کے طرف رجوع فرمادیں۔

اس کے بعد آپ نے قطب زماں محمد زبیر صاحب کی صحبت اختیار کی حضرت زبیر صاحب آپ کے حال پر بہت کچھ التفات فرماتے رہے ایک روز حضرت زبیر صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس طریقہ میں دوامًا صحبت شیخ ضروری ہے بعد مسافت کی وجہ آپ ہم سے ہر روز نہیں مل سکے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ

حضرت بدایونی سے آپ کو جو نسبت حاصل ہوئی ہے اس کی حفاظت کرتے رہو، اور اسی نسبت کو مجاہدہ سے بڑھاتے رہو تو کافی ہے۔ مقدر آپ کو کچھ اور بنانا چاہتا تھا۔ ایسے ارشاد سے آپ کو سیری ہرگز نہیں ہو سکتی تھی نہ ہوئی۔ اسی لئے آپ نے حضرت حاجی محمد افضل صاحب قدس سرہ کی طرف رجوع فرمایا۔ حاجی صاحب نے کہا بابا مظہر! تمہارا سلوک نہایت ہی بصیرت سے طے کرایا گیا ہے تم کو کشف مقامات حاصل ہے۔ مجھے نہ ویسا کشف ہے نہ علم مقامات ہے۔ پھر تم کو مجھ سے کیسے فائدہ ہوگا۔ گو حاجی صاحب اس طرح فرماتے رہے لیکن آپ بیس سال تک حاجی صاحب کی خدمت میں رہ کر بہت کچھ فوائد حاصل کئے آپ کی نسبت میں بہت بڑی قوت پیدا ہو گئی۔ اُن ہی دنوں آپ نے حاجی صاحب سے فن حدیث کی بھی تکمیل فرمائی۔ حاجی صاحب کو ذکر حدیث کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میں استغراق تام ہو جاتا تھا۔ اور کچھ ایسے انوار و برکات اس وقت ظاہر ہوتے تھے کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ حاجی صاحب دربار نبوی میں حاضر ہیں اور آنحضرتؐ کی توجہ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اور فیض صحبت سے مستفیض ہو رہے ہیں، یہی آپ کے لئے حاجی صاحب سے تکمیل حدیث کا باعث ہوا۔ بعد ازاں آپ حضرت حافظ سعد اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارہ سال تک پڑے رہے۔ ان ایام میں آپ نے حافظ صاحب کی نعلین برادری کی خدمت اپنے ذمہ کر لی تھی، حافظ صاحب کے فیض باطنی کی وجہ سے آپ کی نسبت میں بہت کچھ وسعت ہو گئی جبکہ حافظ صاحب بہ سبب بڑھاپے اور ناتوانی کے توجہ دینے سے معذور ہو گئے تو آپ نے حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سنامی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف رجوع فرمایا۔ حضرت محمد عابد صاحب کی خدمت میں آٹھ سال رہنے سے حسب مرضی آپ کی تکمیل ہو گئی۔ ایک روز حضرت عابد صاحب نے فرمایا، بابا مظہر! ہم اور تم گویا دو آفتاب ہیں۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس کا نور غالب ہے۔ اور کس کا مغلوب، بہتر یہ ہے کہ تم اس تو بستے عالم کے دلوں کو

نورانی بناؤ۔ قادریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ تینوں طریقوں کی بھی ہم نے تم کو اجازت دیدی ہے۔ اسی واسطے حضرت ولی اللہ صاحب شیخ وقت محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ مرزا جان جاناں کے زمانے میں مثل ان کے نہ کسی اقلیم میں کوئی تھا نہ کسی شہر میں۔

غرض آپ چاروں شیوخ سے فیض لینے کے بعد مسند خلافت پر رونق افروز ہو کر طالبین کے دلوں کو جو ہر طرف سے چلے آتے تھے منور فرماتے رہے۔ آپ کمال زہد و توکل سے متصف تھے۔ آپ کو استغناء تام دنیا اور اہل دنیا سے حاصل تھا آپ کسی کے ہدایا قبول نہیں فرماتے تھے۔ آپ کو کشف کونی[1] اور کشف الٰہی[2] اور کشف قبور اور کشف مقامات سب کچھ حاصل تھے۔ منجملہ آپ کے انفاس قدسیہ (نصائح) کے یہ ہیں

۱۔ طعام اغنیا کی ظلمت نسبت باطنی کو مکدر کر دیتی ہے۔

۲۔ سلوک سے غرض محبت الٰہی کا حاصل کرنا ہے کبھی فرط محبت بے کسب کے منجانب اللہ بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس میں بندہ کو کچھ اختیار نہیں لیکن طالب پر بھی فرض ہے کہ اور اولیاء اللہ کا بھی یہی طریق رہا ہے۔ کہ محبت الٰہی حاصل کرنے کیلئے نفس کے خواہشات چھوڑ کر ذکر خدا کی کثرت اور مداومت کرے۔ کیونکہ قلب بے ذکر کثیر ہرگز منور نہیں ہوتا۔ اگر ذکر کثیر کی برکت سے اثناء ذکر میں غیبوبیت یا کوئی اور کیفیت پیدا ہو تو اس کی حفاظت میں بے حد کوشش کرے۔ اگر وہ کیفیت مخفی ہو جائے تو نہایت ہی تضرع اور کمال انکسار سے ذکر میں کثرت اور مداومت کرے حتیٰ کہ وہ کیفیت حاصل اور حضور دائمی ہو جائے۔

۳۔ کل اولیاء اللہ کی تعظیم اور عام مشائخ کرام کی محبت لازم اور ضروری ہے اگر کسی نے غایت محبت سے اپنے شیخ کو اوروں سے افضل ہونے کا صرف استفادہ کی غرض سے اعتقاد کیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

---

[1] عالم کشف۔ [2] اللہ تعالیٰ کی معرفت کا کشف۔

۴۔ اگر کوئی دقائق تقوی پر عمل نہ کر سکے تو وہ محدثات[1] امور اور بدعات سے بچتا ہوا صرف فقہی روایات پر عمل کرے تو یہ بھی غنیمت اور اس زمانے میں کافی ہے۔

۵۔ اپنے اوقات کو ذکر اور عبادت سے معمور رکھے اور اپنی قوت مدرکہ کو غیر خدا کی طرف ملتفت ہونے سے ہمیشہ بچاتا رہے۔ اور اپنے سر اور ہمت کو لفظ جلالہ (اللہ) کے مفہوم سے کبھی خالی نہ رکھے، حتیٰ کہ ملکۂ حضور راسخہ ہو جائے۔

۶۔ حاصل سارے تکلفات سے یہ ہے کہ اپنے اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارم اخلاق کے موافق ہو جائیں اسلئے طالب کو چاہیئے کہ تکرار کلمہ کے وقت ہر ایک صفت ذمیمہ کو کئی روز تک کلمۂ لا سے نفی کرتا جائے اور بجائے اس کے محبت الٰہی کو الا اللہ کے وقت جماتا رہے۔

۷۔ خواہش نفسانی کا خلاف کرنے سے حال[2] مقام[3] ہو جاتا ہے۔

۸۔ دوام[4] مراقبہ سے ——— باطنی نسبت میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

ذکر تہلیل کی کثرت لا الٰہ الا اللہ ——— صفات بشریہ کو فنا کرتی اور سیر و سلوک میں نہایت مفید ہوتی ہے۔ اور اس کی بدولت مسافت طریق نہایت آسانی سے قطع ہوتی ہے۔

درود شریف کی کثرت سے ——— واقعات حسنہ ظاہر ہوتے ہیں۔

کثرت نوافل سے ——— انکسار و تواضع پیدا ہوتا ہے

قرآن شریف کی تلاوت سے ——— صفائی اور نور زیادہ کرتی ہے۔

ذکر اسم ذات کی کثرت سے ——— نسبت جذبہ الٰہیہ پیدا کرتی ہے۔

۹۔ ذکر تہلیل سلوک کے لئے نہایت موثر ہے، بشرطیکہ ہر وقت معنی کا لحاظ رہے۔ ورنہ صرف تکرار لفظ ذخیرہ ثواب ہے اور بس۔

۱۰۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ لوگ جو نسبت مجددیہ سے انکار کرتے ہیں اس کی وجہ

---

[1] خلاف سنت نئی باتیں۔ [2] حال وہ کیفیت جو آتی جاتی رہے۔ [3] مقام وہ کیفیت جو قائم رہے۔

یہ ہے کہ یہ نسبت مجددیہ نہایت لطیف اور بے لون ہے لوگ اس کا ادراک نہیں کر سکتے اسلئے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ حتیٰ کہ خود سالک ختم کرتا ہے تو وہ یہ نہیں سمجھتا کہ میں کمالات تک سیر کر چکا بلکہ اس کو شک ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے سیر و سلوک منقطع کر دیا ہے۔ چاروں شیوخ سے فیض یاب ہونے کے بعد تیس سال تک لکھو کھا دلوں کو نورانی بنا کر اور سینکڑوں کو مسند خلافت پر بیٹھا کر یہ آفتاب ولایت (حضرت مرزا جان جاناں قدس سرہٗ) دسویں محرم ۱۱۹۵ھ شب شنبہ بعد مغرب ظالموں کے ہاتھ سے اپنے خون میں آپ غروب ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی تاریخ وفات عَاشَ حَمِیْدًا وَّمَاتَ شَھِیْدًا (تعریف کے قابل زندگی رہی اور موت شہادت کی ہوئی) ہے۔ اور بعضوں نے تاریخ وفات اس آیت سے نکالی ہے۔ اُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ۔ (یہ لوگ ان کے ساتھ رہیں گے جن کو اللہ نے اپنی نعمت دی ہے) یہ ذخیرہ معرفت وولایت شہر دہلی میں دفن ہوا۔ آپ کا مزار شریف زیارت گاہ خلائق ہے۔

(۳۱) قطب فلک الارشاد غوث الابدال والاوتاد مجدد المأۃ الثالث عشر نائب خیر البشر مولٰنا شیخ شاہ عبداللہ المعروف غلام علیشاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہٗ سے آپ کا سلسلہ نسب ملتا ہے۔ قصبہ تبالہ علاقہ پنجاب میں آپ پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد شیخ عبداللطیف نے آپ کے پیدا ہونے سے قبل سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے عبداللطیف تم کو

لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام ہمارا نام رکھنا آپ کے پیدا ہونے کے بعد حسبُ الحکم سیدنا علی رضی اللہ عنہٗ کے آپ کے والد نے آپ کا نام علی رکھا، لیکن جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو اپنا نام ادباً آپ نے غلام علی رکھا اور یہی مشہور ہوگیا۔ اور آپ کے چچا کو خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بھتیجے کا نام عبداللہ رکھنا اور اس ارشاد کی تعمیل کے لئے آپ کا دوسرا نام عبداللہ قرار پایا۔ شیخ ناصرالدین قادری جنھوں نے حضرت خضر علیہ السلام کی ایک زمانہ تک صحبت پائی تھی۔ وہ آپ کے والد کے شیخ ہیں۔ آپ کے والد نے آپ کو اپنے شیخ سے بیعت کرنے کے لئے وطن سے بلایا۔ جس رات آپ والد کی خدمت میں پہنچے ہیں اسی رات شیخ ناصرالدین قدس سرہٗ نے وفات فرمائی۔ آپ کے والد نے آپ کو دیکھ کر کہا بابا! جس غرض سے ہم نے تم کو بلایا تھا وہ موقع جاتا رہا۔ اب تم کو جہاں کہیں کوئی کامل ملے اس سے سلوک طے کر لو۔ گو اس وقت دہلی حضرات شیوخ سے بھری ہوئی تھی۔ لیکن آپ کے قلب کو کسی طرف میلان نہ ہوا۔ یوں ہی گھومتے گھومتے حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمتہ اللہ علیہ کے خانقاہ پر گزر ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف بائیس سال کی تھی آپ کا دل حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں قدس سرہٗ کا گرویدہ ہوگیا۔ آپ نے مرید ہونے کی درخواست کی مرزا صاحب نے فرمایا بابا! یہاں کی بے نمک مجلس ہے کہیں اور جگہ ذوق و شوق کی مجلس ڈھونڈو آپ نے فرمایا حضور مجھے یہی مجلس منظور ہے۔ اسی در کی غلامی کیا چاہتا ہوں۔ مرزا صاحب نے فرمایا ایسا ہے تو آؤ بیعت کرو۔ غرض آپ بیعت کرکے مرزا صاحب کے حلقہ ذکر و مراقبات میں کمال ریاضت اور شاقہ مجاہدات کے ساتھ پندرہ برس گزار دیئے۔ فقر و فاقہ پر صبر کیے ہوئے ذکر کی کثرت اور استغفار پر مداومت فرماتے رہے۔ تہلیلِ لسانی[1]

[1] تہلیل لسانی سے مراد زبان سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا ہے۔

اور اسم ذات اور اوراد نماز کے علاوہ نفی[1] و اثبات قلبی دس ہزار اور قرآن کریم کے دس جزو کا روزانہ معمول تھا، کچھ ذریعہ معاش کا تھا آپ نے اس کو بھی ترک فرماکر بالکل توکل اختیار فرمایا، آپ کے حجرہ میں بجز ایک پرانی حصیر اور ایک اینٹ کے جس کو بجائے تکیہ کے سرہانے رکھ لیا کرتے تھے۔ اور کچھ نہ تھا۔

سنتوں پر پورا پورا عمل تھا شیخ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے حدیث کی سند لی، اور اپنے مرشد کی حضوری میں قرآن کا حفظ کیے لیکن ہمیشہ اس کو مخفی رکھا۔ کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ آپ بہت ہی کم کھاتے اور کم سوتے تھے اپنے مریدوں میں سے کسی کو تہجد کے وقت غافل پاتے تو اس کو جگا دیتے تھے، اغنیا کے کھانے سے نہایت نفرت تھی، اگر کسی غنی کے پاس سے کھانا آگیا تو اس کو نہ خود کھاتے اور نہ کسی مرید کو کھانے دیتے بلکہ اس کو اڑوس پڑوس میں تقسیم فرمادیتے، اکثر آپ ذکر و مراقبہ میں تمام تمام رات ہوشیار رہتے، ادائی سنت کے لئے آپ احتباء[2] کئے ہوئے بیٹھتے، اگر نیند آجاتی تو یوں ہی احتباء کئے ہوئے سو جاتے۔ پاؤں لانبے کئے ہوئے آپ بہت کم سوتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کا انتقال بھی اسی احتباء کی حالت میں ہوا۔ حیا اس قدر آپ پر غالب تھی کہ آپ اوروں کی صورت نظر بھر کیا دیکھتے خود اپنی صورت آپ آئینہ میں کبھی نہیں دیکھے اگر کوئی حاجت مند آپ کی مملوکہ شئی اٹھاتا تو آپ اس کی طرف سے منہ پھیر کر انجان ہو جاتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ جو کوئی آپ کی کتاب اٹھالیتا پھر آپ ہی کے پاس بیچنے کے لئے لاتا۔ آپ اس کی قیمت دے کر وہ کتاب لے لیتے، اگر احیاناً کوئی شخص وہ کتاب اور اس پر کی علامت دیکھ کر ٹوکتا تو آپ اس کو روکتے اور فرماتے کہ کیا ایک کاتب دو کتاب نہیں لکھ سکتا

---

[1] دل سے لا الٰہ الا اللہ کہنے کو نفی اور اثبات قلبی کہتے ہیں۔ [2] ہاتھوں سے یا کپڑے سے گوٹ مارکر اپنا بیٹھنا جیسے عرب اکثر بیٹھا کرتے ہیں، اس طرح بیٹھنا مسنون ہے اسی کو احتباء کہتے ہیں۔

ممکن ہے کہ ہماری کتاب کا کاتب اس کتاب کو بھی لکھا ہو۔ آپ موٹے کپڑے پہنتے اگر کوئی آپ کے پاس نفیس کپڑے بھیجتا تو آپ اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے متعدد موٹے کپڑے خریدتے۔ ایک اپنے پاس رکھکر باقی خیرات کر دیتے اور فرماتے چند اشخاص کا نفع اٹھانا ایک شخص کے نفع اٹھانے سے بہتر ہے حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس کی طرح آپ کی مجلس مبارک تھی کہ کبھی آپ کی مجلس میں دنیا اور اہل دنیا کا نام تک نہیں لیا گیا اگر کوئی آپ کے سامنے کسی کی غیبت کرتا تو آپ فرماتے کہ کسی نہ کسی کی غیبت کے بغیر تمہارا دل نہیں بہلتا ہے۔ تو سب سے برا میں ہوں میری برائی کرتے ہوئے دل بہلاؤ۔ لیکن میرے سامنے کسی کی غیبت نہ کیا کرو۔ ایک روز آپ روزہ تھے کسی نے آپ کے سامنے سلطان شاہ عالم کی غیبت کی آپ نے فرمایا افسوس میرا روزہ ٹوٹ گیا۔ کسی نے کہا حضور نہ آپ نے تو غیبت نہیں کی پھر کیسے روزہ ٹوٹ گیا۔ فرمایا کہ گو میں نے کسی کی غیبت نہیں کی ہے لیکن غیبت سنی تو ہے غیبت کہنے اور سننے کا ایک ہی حکم ہے اور معروف اور نہی منکر آپ کی عادت تھی۔ امر معروف اور نہی منکر کے وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پروا نہیں فرماتے تھے۔ امیر اور فقیر کی آپ کے سامنے اس وقت ایک ہی حیثیت رہتی تھی۔ بادشاہ وقت اور بہت سے امرا آپ کی خانقاہ کیلئے وظیفہ مقرر کرنا چاہتے مگر آپ ان کو یہ آیت وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ (تمہارا رزق اور جس کا تم سے وعدہ ہو رہا ہے وہ آسمانوں میں ہے) سنا کر صاف انکار کر دیتے تھے۔ خدا کی قدرت غیب سے کچھ ایسا سامان ہو جاتا تھا کہ روز آنہ قریب دو سو اشخاص کے آپ کی خانقاہ سے کھانا کھاتے تھے۔ آپ کے دل میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت عشق کے درجے کو پہنچ گئی تھی۔ اگر کوئی آپ کے سامنے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام لیتا تو آپ کمال عشق سے بے چین مضطرب ہو جاتے تھے۔ قرآن مجید پڑھتے وقت

اسرار قرآنِ شریف کثرت کے ساتھ آپ کے قلب مبارک پر انڈے چلے آتے تھے اس لئے قرآنِ عظیم کی قرأت سے آپ کو نہایت ذوق ملتا تھا شیخ ابوسعید قدس سرہٗ سے صلوٰۃ اوابین اور تہجد میں کثرت سے قرآن شریف سنتے تھے اکثر شوق ذوق سے آپ پر وجد کی حالت طاری ہوتی مگر آپ کوہ تمکین بنے ہوئے اپنی ہی جگہ پر ثابت و مستقل رہتے تھے۔ ایک روز ایک قصہ کے پیرایہ میں فرمایا کہ وجد و حال خلاف سنت ہے اس سے حتی الامکان نفس کو روکنا چاہیئے، باوجود ان کمالات کے آپ کی طبیعت میں تواضع و انکسار اس حد تک تھا کہ ایک روز ایک کتا آپ کے حجرہ میں آگیا، آپ نے فرمایا الٰہی میں تیرے اولیاء کا توسل لینے کے قابل نہیں ہوں تو اپنی اس مخلوق کے طفیل سے مجھ پر رحم فرما۔ غرض آپ اپنے شیخ کی جگہ مسندِ ارشاد پر رونق افروز ہوئے لوگ دور دور سے آکر فیض یاب ہوتے رہے حتیٰ کہ بعضوں کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ تم غلام علی کے پاس جاکر فیض لو۔ اولیاء کرام بھی بہت سے سالکوں کو آپ کا نام و پتہ بتا کر فیض لینے کے لئے بھیجا کرتے تھے آپ کے کشف و کرامات اور خوارق عادات و ارشادات بے حد و بے پایاں ہیں۔

منجملہ آپ کے انفاسِ قدسیہ کے یہ ہیں

۱۔ آپ فرماتے تھے کہ لفظ فقر میں فا سے فاقہ اور قاف سے قناعت اور را سے ریاضت ہے۔ جو ان تینوں کے پورے پورے حقوق ادا کرے گا وہ فاء فضلِ الٰہی اور قاف قربتِ محبوبِ حقیقی، اور راء رحمتِ حق سے کامیاب ہوگا۔ ورنہ فاء فضیحت اور قاف قہر اور راء رذالت میں مبتلا ہوگا۔

۲۔ اس طریقہ میں ان چار چیزوں کی نہایت ضرورت ہے، یدِ مکسورہ، یعنے ٹوٹا ہوا ہاتھ رِجلِ مکسورہ یعنے ٹوٹا ہوا پاؤں، دینِ مکسورہ یعنی صرع

یدِ مکسورہ۔ اس طرح کے سوال کا ہاتھ غیرِ خدا کی طرف نہ پھیلے

رِجلِ مکسورہ، وہی طرح کے بابِ مولیٰ کو چھوڑ کر بابِ اغنیاء پر نہ جاسکے

دین صحیح اس طرح کہ آداب دین میں سے کچھ نہ چھوٹے۔

یقین صریح، اس طرح کہ کسی طرح کا شک اس کو نہ عارض ہو سکے۔

۳۔ ذوق و شوق اور کشف و کرامات کا طالب حقیقت میں اللہ تعالے کا طالب نہیں ہے صوفی کو تو چاہیے کہ دنیا و آخرت کو پس پشت چھوڑ کر ہمہ تن مولی کا ہو رہے۔ سب سے منہ پھیر کر اسی کی طرف متوجہ رہے۔

۴۔ بیعت تین قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بیعت تو مشائخ کرام سے حصول توسل کے لئے کی جاتی ہے اور دوسری بیعت سے مقصود معاصی سے توبہ کرنا ہوتا ہے اور تیسری بیعت کسب نسبت اور وصول الی اللہ کی غرض سے کی جاتی ہے

۵۔ لوگ چار قسم کے ہیں۔ عدیم المروۃ، صاحب المروۃ، صاحب الوجود، فرد۔

عدیم المروۃ۔ طالب دنیا ہے۔

صاحب المروۃ، طالب عقبیٰ ہے۔

صاحب الوجود سے مراد عقبیٰ ہے۔ اور مولا دونوں کا طالب ہے۔

فرد، وہ ہے جو فقط مولیٰ کا طالب ہو۔

۶۔ اولیاء اللہ کے تین قسم ہیں۔ ارباب کشف و عرفان۔ ارباب ادراک و وجدان یعنے جو اپنے احوال و عرفان سے باخبر ہوں۔ ارباب جہل و نکران یعنے جو احوال و عرفان حاصل ہوتے ہیں۔ ان سے ان کو بالکل خبر نہیں ہوتی ہے۔

عقل کی دو قسم ہیں، نورانی۔ ظلمانی۔

عقل نورانی، وہ عقل ہے جو بغیر کسی کی رہنمائی کے مقصود تک پہنچ جائے۔

عقل ظلمانی، وہ عقل ہے جو مرشد کے سراج ہدایت کی روشنی میں راہ چلے۔

۷۔ طالب کو چاہیئے کہ اپنے مطلوب سے ایک لمحہ غافل نہ رہے۔

شعر:۔ ھذا شراب محبۃ یا خسرو: من غیر بذل الروح کیف تذوقہ

یعنی، خسرو یہ محبت کی شراب ہے۔ بے جان دیئے کہیں اس کا مزہ چکھ سکتے ہو۔

۸۔ اس منطقی شکل اوّل سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ نہایت ہی خوفناک ہے انسان کو چاہئیے۔
کہ ہمیشہ یہ نتیجہ پیشِ نظر رکھے۔

شکل۔ حُبُّ الدُّنیا رَاسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ ؛ رَاسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ کُفْرٌ
دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے ۔ اور ہر خطا کی جڑ کفر ہے

نتیجہ حُبُّ الدُّنیا کُفْرٌ ۔ دنیا کی محبت کفر ہے۔

۹۔ اس طریقہ مجددیہ میں چاروں نہریں یعنے نقشبندی، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ
بہت زور و شور سے بہہ رہی ہیں، لیکن نقشبندیہ غالب ہے۔

۱۰۔ طریقہ نقشبندیہ میں چار چیزیں حاصل کی جاتی ہیں، اور انہیں چار چیزوں کے حاصل کرنے کی سالک کو جان توڑ کوشش کرنی چاہئے کیوں کہ انہیں چار چیزوں کے مجموعہ کا نام طریقہ نقشبندیہ ہے وہ چار چیزیں یہ ہیں۔ بے خطرگی[۱]۔ دوام حضور[۲] جذبات[۳] واردات[۴]۔ آپ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

نان جویں و خرقۂ پشمین و آب شور ؛ سیپارۂ کلام و حدیث پیمبری
جو کی روٹی، کمبل کی گدڑی اور نمکین پانی۔ قرآن کے تیس پارے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث (پاس رہیں)

ہم نسخۂ دو چار ز علمی کہ نافع است ؛ در دیں نہ لغو بو علی و نزہاتِ عنصری
اور دو چار نسخے ایسی کتابوں کے بھی رہیں جو دین میں نفع دینے والی ہوں۔ بوعلی سینا کے لغویات
اور عنصری کا بے ہودہ کلام پاس نہ رہے، اس لئے کہ ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

تاریک کلبۂ کہ پئے روشنی آں ؛ بے ہودہ منتے نہ برد شمع خاوری
اندھیری جھونپڑی کہ اس میں روشنی کے لئے آفتاب کا احسان نہ اٹھانا پڑے۔

با یکدو آشنا کہ نیرزد بہ نیم جو ؛ در پیش چشم ہمت شان ملک سنجری
ایسے دو تین دوست بھی رہیں کہ جنکی ہمت عالی کے سامنے سلطنتِ سنجری بھی آدھے جو کے برابر قیمت نہ رکھے۔

---

[۱] وساوس آنا بند ہو جاویں [۲] ہمیشہ ایسی حالت رہے گویا خدا کے سامنے ہے۔
[۳] اللہ تعالیٰ کی طرف عاشقانہ کشش [۴] کیفیات جو قلب پر آتے رہتے ہیں۔

ایں آں سعادتیست کہ حسرت بر د بر آں ۞ جویائے تخت قیصر و ملکِ سکندری

یہ وہ سعادت ہے کہ جس کو حاصل ہوتی ہے اسکو دیکھ کر تخت قیصر و ملک سکندر کا خواہش رکھنے والا بھی حسرت کرتا ہے۔

لنگکے زیر و لنگکے بالا ۞ نے غمِ دزد و نے غم کالا

ایک چھوٹی سی لنگی نیچے اور ایک چھوٹی سی لنگی اوپر رہے تو نہ چور کا خوف اور نہ سامان کے حفاظت کی فکر

گز ک بوریا و پوستکے ۞ دلقے پر ز دردِ دوستکے

ایک گز کا بوریا اور ایک چھوٹی سی پوستین، اور ایک گودڑی بھی کہ جو اللہ کی محبت کے درد سے بھری ہوئی ہو۔

ایں قدر بس بود جمالی را ۞ عاشق رند لا ابالی را

جمالی کو اس قدر بس ہے کہ یہ عاشق رند لا ابالی ہے

۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ روز شنبہ بعد اشراق احتباء کئے ہوئے جمال مولیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق اس جہان فانی سے آپنے رحلت فرمائی۔ آپکی تاریخ وفات نور اللہ مضجعہٗ ہے

(۳۲) فرید عصر وحید دہر حضرت شاہ سعد اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے پیدا ہونے کے پہلے ہی ایک بزرگ نے آپکے والدین کو خوشخبری دی تھی کہ تم کو ایک فرزند پیدا ہونے والا ہے۔ وہ درویش کامل ہوگا۔ مگر ایک پاؤں سے معذور رہیگا آپ موضع اُجڑی ملک پکلی علاقہ پنجاب میں پیدا ہوئے آپ قوم تاجیک سے ہیں اغیاث میں یہ لکھا ہے کہ "تاجیک اولاد عرب کے در عجم بزرگ شدہ باشد" (عرب کی اولاد جو عجم میں بڑی ہوئی ہو) اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے آباو اجداد نسل عرب سے ہیں عجم میں آکر بود و باش اختیار کئے تھے، آپ بچپن ہی سے متقی اور اہل اللہ تھے۔ اور ہمیشہ علم دین کے حاصل کرنے اور اعمال خیر بجا لانے میں مشغول رہا کرتے۔ آپ کے والد نے آپ کو کسی تعمیہ کیلئے بھیجا تھا۔ وقت واپسی اثنائے راہ میں قریب سو مسلح شخص ملے اور آپ پر حملہ آور ہوئے، آپ کی جبلی شجاعت سے وہ لوگ پسپا تو ہوگئے لیکن آپکے بائیں قدم مبارک پر کاری زخم لگا۔ آپ کے والد نے آپ کا بہت کچھ علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، آخر آپ نے مجبوری

اپنے والد سے اجازت لے کر علاج کے لئے کسی طرف کا سفر اختیار کیا۔ راہ میں آپ نے خواب دیکھا کہ دہلی میں ایک بزرگ ہیں وہ آپ کو فرماتے ہیں یا سعد اللہ! تم کہاں جاتے ہو تمہارا علاج تو ہمارے پاس ہے اس صدائے غیبی پر آپ کے دل مبارک میں دہلی کا ارادہ مصمم ہو گیا۔ باوجود سخت تکلیف کے قطع منازل کرتے ہوئے شہر دہلی پہنچے اور اہل اللہ کی تلاش شروع کی۔ آخر جناب حضرت مولانا سیدنا شاہ غلام علی صاحب کی خدمت بابرکت میں باریاب ہوئے۔ آپ نے جس شکل و شمائل کے بزرگ کو خواب میں بلاتے ہوئے دیکھا تھا حضرت غلام علی شاہ صاحب کو بعینہٖ ہم شکل انھیں کے پایا۔ شکرِ الٰہی بجا لایا۔ اور حضرت موصوف کے ہاتھ پر بیعت کی۔

لگاتار بارہ برس ریاضت و مجاہدہ میں اور ذکر و اشغال و مراقبات میں مشغول رہے جب آپ سلوک کے کل مراقب طے فرما چکے تو حضرت غلام علی شاہ صاحبؒ نے کمال عنایت سے نقشبندیہ قادریہ چشتیہ و سہروردیہ و کبرویہ وغیرہ کل طریقوں میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس اثنار میں آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل و تحصیل اپنے پیر بھائی مولوی اخوند شیر محمد صاحب سے کی۔ ابتدائے زمانہ سے سلوک کے آخر تک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر ہر روز حاضر ہوتے اور فیض لیتے رہے۔ حرکات و سکنات، نماز و عبادات و عادات، غرض ہر چیز میں اتباع سنت کا کمال لحاظ فرماتے تھے۔ کسی نے آپ کو سر مو سنت کے خلاف کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت سید شاہ غلام علی صاحبؒ کی وفات ہی کے سال یا اس کے دوسرے سال آپ نے حج کیا، راہ میں بہت سے بندگان خدا بیعت سے فیض یاب ہوئے جب آپ حج اور مدینہ پاک کی زیارت کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا سعد اللہ! تم ہند میں جاؤ وہاں تم سے بہت لوگ فیض یاب ہونے والے ہیں۔ اس ارشاد کی تعمیل میں آپ ہند کا ارادہ فرما کر مدراس وکرنول ہوتے ہوئے حیدرآباد دکن تشریف لے آئے اور مسجد الماس میں قیام فرمایا جو حیدرآباد کے دروازے علی آباد کے قریب واقع ہے۔ دو سال تک یہیں تشریف

فرمارہے۔ دور دور سے طالبان حق حاضر ہو کر بیعت سے فیض یاب ہوتے رہے من بعد آپ نے محمد جیون خاں قلعدار قلعہ گولکنڈہ کے باغ میں سکونت اختیار فرمائی جو محلہ مغلپورہ میں واقع ہے۔ یہاں بھی دو سال رہنے کے بعد محلہ اردو میں نواب جان کے باغ کا ایک بہت بڑا حصہ آپ نے خرید فرمایا۔ وہاں آپ کے لئے ایک مسجد بنائی گئی، آپ اس میں ستائیس رمضان المبارک ۱۲۴۹ھ کو رونق افروز ہوئے، بخارا، کابل، قندھار شریف پشاور وغیرہ ملکوں سے طالبان حق آتے اور دو دیڑھ سو ولایتی اور ملکی طالبان حق خانقاہ شریف میں حاضر رہتے دو وقت کھانا اور لباس ان سب کو آپ کے پاس سے ملتا۔ وہ لوگ ہر چیز سے بے فکر ہو کر رات دن نہایت فراغت سے اذکار واشغال میں مشغول رہتے تھے۔ اکثر علماء کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلیہ واصحابہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر ارشاد فرمایا کہ شاہ سعد اللہ سے بیعت کرو، اور ان سے فیض لو، وہ حاضر ہوتے اور فیوض باطنی سے سرفراز ہوتے چونکہ مسجد خام تھی اس لئے از سر نو تعمیر کر کے ۱۲۶۵ھ میں پختہ کر دی گئی جو آج تک موجود ہے، ہمیشہ آپ اسی مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا حلیہ مبارک یہ ہے۔ میانہ قد، چھریرہ بدن، سرخ و سفید رنگ، چہرۂ مبارک پر سفید نورانی ڈاڑھی گھیری ہوئی تھی۔ بال ڈاڑھی کے گھنے تھے، گو آپ کے قدم مبارک کو صدمہ پہنچا تھا۔ لیکن عبادت کی قوت اللہ تعالےٰ نے اس قدر سرفراز فرمائی تھی کہ بڑے بڑے جوان مرد پہلوان دم مرتاض حضرت کی عبادت کا عشر عشیر بھی ادا نہ کرسکتے تھے۔ ذکاوت ذہن، قوت حافظ اور طبع رسا، جمیع علوم میں استعداد کامل رکھتے تھے کہ اگر کسی مسئلہ کی تشریح بغیر ملاحظہ کتاب کے فرماتے تو دوسرے علماء کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد بھی اس مرتبہ کی تحقیق کو نہ پہنچ سکتے۔ اور فنون سپہ گری سے بھی بہت کچھ واقف تھے ایک بار آپ کے روبرو تیر اندازی کا تذکرہ ہوا، کسی نے اپنی مشاقی ظاہر کی۔ آپ نے تیر و کمان لے کر سات بار تیر مارے ہر وقت تیر نشانہ پر لگا گئے۔ عقل سلیم کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی شخص کیسے ہی نازک مقدمات میں آپ کے مشورہ اور رائے پر عمل کرتا تو کبھی خطا نہ

پاتا۔ کمال ترحم مزاج مبارک میں اس درجہ کا تھا کہ اگر کسی کی تکلیف کی کیفیت سنتے تو صاحب مصیبت کے برابر آپ بھی روتے جاتے۔ عبادت الٰہی اور اذکار و اشغال و جمیع امور میں پابندی سنت کا بہت ہی لحاظ رکھتے تھے۔

آپ مستحب وقت میں نماز صبح باجماعت ادا کر کے مریدوں کو نماز اشراق تک توجہ دیتے رہتے۔ پھر نماز اشراق کے بعد طہارت وضو سے فارغ ہو کر نماز چاشت تک توجہ دینے میں معروف رہا کرتے۔ اس کے بعد علما و فضلا جو کوئی ملاقات کے لئے حاضر ہوتے ان کی احوال پرسی کرتے گیارہ بجے کھانا تناول فرماتے۔ معتقدین امرا طرح طرح کے کھانے آپ کے لئے بھیجتے وہ سب آپ کے دسترخوان پر چنے جاتے تھے مگر آپ ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے صرف اپنے ہی گھر کا پکا ہوا شوربا و چپاتی تناول فرمایا کرتے بعد ازاں قیلولہ فرماتے۔ ایک بجے بیدار ہو کر کثیر جماعت کے ساتھ نماز ظہر ادا کرتے اور قرآن شریف کے پندرہ پارے تلاوت کرتے اگر کبھی مزاج علیل رہتا تو تین پارے تو ضروری پڑھ لیا کرتے عمر بھر کبھی آپ نے اس سے کم پڑھا ہی نہیں پھر جو علما و فضلا حاضر رہتے ان سے گفتگو علوم کی اور تذکرہ اولیاء کرام کا فرماتے۔ اور عصر کی نماز سے کثیر جماعت کے ساتھ اس کے مستحب وقت میں فارغ ہوتے حضرت احمد خیرالدین صاحب قدس سرہٗ کے والد ماجد مولانا مولوی محمد عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ بلا ناغہ حاضر ہوتے اور عصر کے بعد حسب الحکم آپ کے حضرت امام ربانی صاحبؒ کے مکتوبات شریف اور حضرت مولوی معنوی کی مثنوی شریف آپ کے سامنے پڑھا کرتے آپ اس کو بغور سنتے، اگر اس کے بعد کچھ وقت ملجاتا تو غروب آفتاب تک مریدوں پر توجہ فرماتے۔ نماز مغرب کے بعد اور خدام کے سوا اکثر صاحبزادے یعنی اقربا سرکار آصفیہ و بیعت سے مشرف ہوئے تھے حاضر رہتے ان کو بھی توجہ دی جاتی تھی۔ پھر نماز عشاء سے فارغ ہو کر حاضرین سے تذکرہ پیران کبار کا فرماتے۔ اس کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر علماء اور خانقاہ کے شائقین کو ذکر و فکر کی تعلیم دینے میں مشغول رہتے اور قریب دس بجے رات کے آرام فرماتے پھر آدھی رات سے

بیدار ہو کر نماز تہجد، اور صلوٰۃ تسبیح ادا کر کے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ تخمیناً جب چار گھڑی رات باقی رہتی تو کچھ دیر سو کر بیدار ہوتے اور غسل فرما کر نماز فجر جماعت سے ادا کرتے۔ حضرت مسکین شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک وقت حضرت نماز تہجد وغیرہ سے فارغ ہو کر ذکر و شغل میں مشغول ہوئے ادہر میں بھی بیٹھا ذکر کر رہا تھا تو میرے اس وقت آئے ہوئے وسوسہ کو دفع کرنے کے لئے میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا بابا مسکین! یہ نہ سمجھو کہ تم ہی پچیس ہزار بار ذکر کرتے ہو ہم بھی سوائے اور اوراد و وظائف مقررہ کے ہر روز بلا ناغہ پچیس ہزار مرتبہ ذکر کیا کرتے ہیں۔ اخلاق حمیدہ آپ کے ایسے تھے کہ ہر شخص ادنیٰ و اعلیٰ یہ سمجھتا تھا کہ حضرت قبلہ والدین کے نظر عنایت جیسی میرے حال پر رکھتے ہیں ایسی دوسروں پر نہیں فرماتے۔ آپ کے خانقاہ شریف میں قریب دو سو کے مرید و خادم پڑے رہتے۔ ان کے لئے ہزاروں روپے صرف ہوتے کسی کو خبر بھی نہ ہوتی کہ یہ روپیہ کہاں سے آتا ہے اور سینکڑوں مریدوں کی کس طرح سربراہی ہوتی ہے۔ اگر کبھی کچھ نہ رہتا تو سب کے ساتھ آپ بھی فاقہ فرماتے۔ اور بھوکے ہی گذار دیتے توکل کا یہ عالم تھا کہ نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل بادشاہ دکن ہمیشہ ملاقات کے مشتاق رہے لیکن آپ نے ان کی ملاقات کے لئے ڈیوڑھی شاہی میں جانے کا کبھی ارادہ نہ کیا' ماہوار و یومیہ و جاگیرات وغیرہ کچھ بھی قبول نہ فرمائے راجہ چندولال وزیر دکن اور دوسرے امرا نے نقد اور یومیہ اور ماہوار سے خدمت کرنا چاہا لیکن آپ نے کبھی کسی کی بھی درخواست قبول نہیں کی شمس الامرا امیر کبیر نے خود آپ کے مکان پر حاضر ہو کر ملاقات کے بعد ہزار منت الحاح پانسو روپیہ نذرانہ گزرانی آپ نے ان کی الحاح پر نظر فرما کر قبول تو کیا لیکن اسی وقت مستحقوں کو بانٹ دیا۔ حضرت مولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب قبلہ قدس سرہٗ مصنف کشف الخلاصہ آپ کے ہمعصر ہیں اکثر آپ کی ملاقات کے لئے تشریف فرما ہوتے۔ حیدرآباد کے اور بھی اکثر مشائخ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوضات باطنی سے فیض یاب ہوتے۔ آپ اپنے مرشد شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کا عرس بہت ہی سادہ طور پر کیا کرتے، ساتھ ستر من کی پکنت ہوتی اور متعدد قرآن شریف کا ختم ہوتا بس یہی عرس تھا۔ اس کے سوا طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے پیران کبار کا عرس بھی چند قرآن کے ختم اور شیرینی کی تقسیم سے کیا کرتے تھے آپ کا لباس عالمانہ مطابق سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زیب تن رہتا تھا جو شخص اتباع سنت و شریعت غرا کا لحاظ رکھتا۔ آپ اس سے بہت راضی رہتے اور جو کوئی خلاف شرع کرتا اس کو پند و نصائح فرماتے۔ ہمیشہ اہل علم حاضر رہتے۔ علمار کی مجلس سے بہت خوشنود رہتے۔ آپ کی بیعت میں عجب اثر تھا کہ جو کوئی آپ کا مرید ہوتا وہ خلاف شرع عمل کرنے سے محفوظ رہتا چونکہ سب کو اس دار فانی سے کوچ کرنا ضرور ہے۔ آپ پر ضعف و نقاہت کا غلبہ ہوا اور مزاج مبارک میں شکایت امراض کی شروع ہوئی۔ آخر یہ آفتاب رحمت الٰہی ہزاروں دلوں کو نورانی اور سینکڑوں تلوں کو خلیفہ بنا کر اٹھائیس جمادی الاولیٰ ۱۲۷۰ھ روز دوشنبہ حیدرآباد دکن کی سرزمین میں غروب ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ہزارہا اشخاص امرار و غربا وغیرہ نے جمع ہو کر نماز جنازہ ادا کی۔ محلہ اردو میں روبرو اسی مسجد کے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ دفن کیے گئے۔ مزار پر انوار آپ کا مٹی کا ہے، دیکھنے والوں کو آپ کے اتباع سنت کی یاد دلاتا ہے۔ اگرچہ بعد میں نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان شاہ دکن نے اپنی خوش اعتقادی سے گنبد بھی بنا دی ہے لیکن اب تک قبر مبارک اسی طرح مٹی ہی کی ہے۔

قطعہ تاریخ وفات نتیجۂ فکر شجاعت خانصاحب متخلص جری مددگار خزانہ صرف خاص مبارک

جناب شاہ سعد اللہ کہ جاری بر لبش حق شد ٭ ریاض نقشبنداں راز فیضش آب و رونق شد

جناب شاہ سعد اللہ صاحب کہ جنکے زبان مبارک پر حق جاری رہتا تھا نقشبندیوں کے باغ کو آپکے فیض سے خوب رونق تھی

دوشنبہ روز وقت چاشت بست و ہشتمیں تاریخ ٭ جمادی الاولیٰ از بند حیاتش روح مطلق شد

دوشنبہ کا دن جمادی الاول کی ۲۸ تاریخ اور وقت چاشت کا تھا کہ زندگی کی قید سے آپکی روح مبارک آزاد ہوگئی

چو سال وصل آن کامل طلب شد از منِ ناقص خرد جرّی معروض میدارم جوارِ رحمتِ حق شد

مجھ ناقص سے جب ایسے کامل کے وصال کا سنہ پوچھا گیا تو مجھ جرّی نے عرض کیا کہ جوارِ رحمتِ حق شد
۱۲۷۰ھ

جوارِ رحمت حق میں تشریف لے گئے۔ تاریخ وصال ہے۔

(۳۴) سالکِ مجذوب مجذوبِ سالک باقی باللہ مرشدنا و مولٰنا حضرت سید پادشاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا سلسلۂ نسب حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ سے ملتا ہے آپ کے جدِ اعلیٰ بخارہ شریف کے رہنے والے تھے مگر چند پشت سے آپ کے اجداد شہر کرنول میں رونق افروز رہے۔ اس لحاظ سے آپ کا مولد کرنول ہے۔ آپ علم ظاہری و باطنی کے عالم متبحر تھے اور حیدرآباد دکن میں ایک عہدۂ جلیلہ کے باعثِ زینت اور کئی سو روپیہ آپ کی ماہوار تھی چونکہ لڑکپن ہی سے آپ کی طبیعت درویشانہ واقع ہوئی تھی اس لیئے باوجود تمولِ ظاہری کے زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے آپ کی ہر ہر بات سے ترکِ دنیا کے آثار ظاہر ہوتے تھے رات دن سخت ریاضت و مجاہدے میں گذارتے تھے، بلحاظ ملازمت کے جب تک آپ عدالت کی کرسی پر رونق افروز رہتے دست بکار دل بیار کا نمونہ بن کر خلق خدا کو زبانِ حال سے سکھاتے تھے کہ اگر ایسی دنیا کی جائے تو وہ مذموم نہیں بلکہ سراسر محمود ہے۔

آپ نے نسبت قادریہ عالیہ اپنے ہی خاندان میں حاصل کی اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا سلوک عارف باللہ حضرت شاہ سعد اللہ صاحب سے طے فرمایا جن کا مزار اقدس حیدرآباد دکن کے محلہ اردو میں زیارت گاہ خلق ہے

پھر تو آپ کا مجاہدہ اس قدر بڑھا کہ دائم الصوم وقائم اللیل جس کا ادنیٰ نمونہ تھا چونکہ خدائے تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ملازمت کے بعض علیون میں آپ تھوڑے

دونوں کے لئے بھی پھنسے رہنے کے لئے نہیں بنائے گئے تھے، اس لئے آپنے یہ عادت کرلی تھی کہ عدالت کا معینہ وقت سرکاری کام میں صرف فرما کر جو وقت بچ جاتا اس کو حضرت حاجی مستان شاہ صاحب مجذوبؒ کی حضوری میں گذارتے۔

حضرت شاہ سعداللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پیر طریقت تھے۔ تو یہ مجذوب صاحبؒ پیر صحبت۔ ایک روز آپ نے مجذوب صاحب سے کچھ نصیحت کرنے کی درخواست کی۔ مجذوب صاحبؒ نے فرمایا قطعہ ذیل کو حرز جان بنالو۔ لاکھ نصیحتوں کی یہ ایک نصیحت ہے

قطعہ: بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش ؛ عذر بدرگاہ خدا آورد

بندہ وہی بہتر ہے کہ عبادت کرکے عبادت میں اپنی کوتاہیوں کا عذر اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرتا رہے۔

ورنہ سزاوار خداوندیش ؛ کس نتواند کہ بجا آورد

ورنہ کسی سے نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کے لائق عبادت کرسکے

مجذوب صاحبؒ نے اپنے وصال کے قریب آپ سے پینے کے لئے پانی مانگا آپ نے جلدی سے پانی لادیا، مجذوب صاحبؒ نے تھوڑا سا پانی پی کر باقی اپنا پس خوردہ پانی آپ کو پینے کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپ فوراً اس کو پی گئے۔ اور بے ہوش ہوکر زمین پر گرگئے۔ گو تھوڑی دیر بعد ہوش آگیا مگر دل دنیا اور اہل دنیا سے پھر گیا۔ سرکاری کام کیا جاتے ہیں لیکن کیا نہیں جاتا دل بے اختیار خلوت وگوشہ نشینی کی طرف مائل ہوگیا۔ آپ دو چار دن اسی کشمکش و پیچ میں رہے اس عرصہ میں وہ وقت قریب آگیا کہ لوگ حضرت ابراہیم ادھم کا گذشتہ قصہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، ۱۲۹ھ ہے حاجی مستان شاہ صاحب مجذوبؒ پر نزع کا عالم ہے اور آپ حسب عادت مجذوبؒ صاحب کی حضوری میں حاضر ہوئے ہیں جب سرکاری کام یاد آگیا تو آپ نے اٹھنے کا ارادہ فرمایا، مجذوب صاحبؒ نے فرمایا بیٹھ، پھر آپ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب پھر آپ نے اٹھنا چاہا تو مجذوب صاحبؒ نے فرمایا بیٹھ، پھر آپ بیٹھ گئے ایسا ہی جب تیسری مرتبہ آپ کے اٹھنے پر مجذوب صاحبؒ نے بیٹھ جا فرمایا تو آپ سب کو چھوڑ چھاڑ کر مجذوب صاحبؒ ہی کے ہورہے جب مجذوب صاحبؒ کا انتقال ہوگیا تو لوگوں نے

ان کو کفنا کر اجالے شاہ صاحب قدس سرہ کی درگاہ کے قریب دفنا دیا آپ مجذوب صاحبؒ کی قبر کے پاس آخر دم تک بیٹھے رہے۔ آپ پر کیفیت جذبہ کی طاری تھی۔ نہ اہل وعیال کا کچھ خیال تھا۔ نہ گھر کی خبر تھی، نہ نوکری کی فکر۔ نواب تراب علی خاں سالار جنگ بہادر بہت چاہتے رہے کہ یہ نیستان معرفت کا شیر پھر دنیا کے تنگ پنجرہ میں مقید ہو جائے مگر یہ بیٹھنا کچھ معمولی بیٹھنا نہیں تھا۔ کسی دل جلے کے بیٹھانے سے بیٹھنا پڑا تھا۔ اسی لئے اس کوہ ثبات کو کسی دنیا دار کی باتوں کے تیز جھونکے اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔ سچ پوچھے تو سدھ ہی کس میں تھی۔ ایک دل تھا وہ تو دلدار نے لیا۔ اب دل ہی کہاں سے لائیں جو اوروں کو دیں، اس وقت آپ اس شعر کے مصداق بنے ہوئے تھے۔

یکے بین ویکے دان ویکے گوی ⁂ یکے خواہ ویکے خواں ویکے جوئی

دیکھو تو ایک کو دیکھو، جانو تو ایک کو جانو، کہو تو ایک ہی کو کہو۔ چاہو تو ایک ہی کو چاہو، پڑھو تو ایک کا ہی نام پڑھو۔ اور ڈھونڈو تو ایک ہی کو ڈھونڈو۔

سوائے پنج وقتہ نمازوں کے آپ کوئی کام ہی نہیں کر سکتے تھے۔ نہ پہننے کا ہوش تھا نہ کھانے کا خیال کسی نے پہنا دیا پہن لیا کسی نے کھلا دیا کھا لیا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ یہ تلب ہی ہے۔ شاید پلٹ کھائے چندے انتظار بھی کیا جب سب کو مایوسی ہوگئی تو آپ کے لئے مجذوب صاحبؒ کی قبر کے پاس ہی نواب تہنیت یارالدولہ بہادر کی تحریک پر نواب تراب علی خان سالار جنگ مدارالمہام بہادر نے خزانے صرف خاص سے اپنے نیابت کے زمانہ میں خانقاہ بنوادی۔ جس میں آپ عرصہ تک فروکش رہے ایک زمانے کے بعد پھر نواب تہنیت یارالدولہ بہادر کی تحریک سے نواب لائق علی خاں سالار جنگ ثانی مدارالمہام نے پختہ مسجد اور رہنے کے لئے حجرے، مجذوب صاحبؒ کی قبر کے متصل ہی سدی عنبر خانساماں کی نگرانی میں تیار کروائے۔ پھر ایک مدت کے بعد نواب آسمان جاہ بہادر نے اپنی مدارالمہامی کے عہد میں مسجد مینار اور سائبان وغیرہ تیار کرا کے مسجد کی تعمیر مکمل فرمادی، آج تک وہ مسجد اپنے بانیوں کی یادگار میں قائم و موجود ہے۔

آپ نے اپنی ساری عمر اسی مسجد اور اسی حجرہ میں گذاری، جہاں گوشہ نشینی اختیار کی تھی۔ طالبان کرامت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت چاہیئے کہ آپ تیس چالیس سال تک ایک ہی جگہ بیٹھے رہے۔ مجذوبؒ کے مزار اقدس کو چھوڑ کر ایک لحظہ کے لئے بھی نہ ہٹے، خدا نے چاہا کہ آپ مسند ارشاد پر رونق افروز ہو کر طالبان حق کو مستفیض فرمادیں اس لئے فنافی اللہ کے ساتھ بقاباللہ کا بھی درجہ عنایت ہوا۔ جو لوگ خدا کی جستجو میں مدتوں سر ٹکراتے پھرتے تھے ان کو آپ دم بھر میں کہیں سے کہیں پہنچا دیتے تھے۔ اس نوید جاں فزا کے سنتے ہی سینکڑوں مردہ دل دوڑ پڑے، آپ کی توجہ باطنی نے آب حیات کا اثر دکھلایا۔ سب زندہ دل ہو کر اطراف واکناف میں پھیل گئے ہزار ہا دنیادار اپنی اپنی مرادیں لے کر آتے اور اس در دولت سے کامیاب ہو کر جاتے۔ آپ کی توجہ باطنی کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا کہ دل دلدار سا ہو جاتا۔ اور دنیا سے سخت نفرت ہو جاتی بے اختیار یہی خیال بندھا رہتا۔ کہ یا جنگل جنگل بھٹکتا پھرے یا کسی حجرہ کا دروازہ بند کر کے دنیا و اہل دنیا کو خیرآباد کہہ کے رات دن یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ آپ مثنوی شریف کے پڑھنے اور سننے کی اکثر رغبت دلایا کرتے خود آپ کو اس کے سینکڑوں اشعار زبانی یاد تھے۔ اکثر مجلسوں میں اس کے برجستہ اشعار بڑے ذوق وشوق سے سناتے، اس وقت ساری مجلس پر عجیب محویت اور بیخودی چھا جاتی۔ در و دیوار سے حیرت ٹپکتی تھی تمام امراء و عہدہ داران سلطنت اور اکثر حضور نظام بھی در دولت پر آتے۔ ان سے بھی ویسی ہی ملاقات فرماتے جیسے عام لوگوں سے علماء و فضلاء سے نہایت کشادہ پیشانی سے ملتے تھے۔ اور ان کے حاضر ہونے سے نہایت خوش ہوتے تھے۔ کئی مدارالمہاموں کا دور آپ نے دیکھا، ہر ایک نے آپ کے لئے کچھ منصب یا یومیہ جاری کرنا چاہا آپ کا دنیا سے پلٹا اور ٹوٹا ہوا متوکل دل ہرگز اس کو قبول نہ فرمایا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ یومیہ وغیرہ کی سند اقدس میں پیش کی گئی تو آپ نے یہ فرما کر رد کر دیا کہ یہ شاید کسی اور بیچاری کی ہو گی مجھے اس کی کچھ

ضرورت نہیں ہے'، لوگوں کے نذر و ہدایا بدقت قبول فرماتے اور اس کو بستر کے نیچے ڈال دیتے' اکثر سائل حاضر ہوا کرتے تو ان کو اس میں سے کر مٹھی بند کرکے اس طرح دیتے کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوتی کہ آپ نے کیا عطا فرمایا۔ مریدوں پر آپ کی ایسی نظر عنایت رہتی کہ ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ آپ کو سب سے زیادہ مجھ ہی سے خاص محبت ہے۔ اتباع سنّت اور ذرا ذرا سے مسائل پر بھی عمل کرنا آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ یوں تو آپ سے سینکڑوں کرامات ظاہر ہوئے مگر سب سے زیادہ وہ کرامت قابل ذکر ہے۔ جو آپ کے انتقال کے بعد آپ سے ظاہر ہوئی' زندگی ہی میں آپ نے اپنے خلفاء سے فرمادیا تھا کہ ہماری تجہیز و تکفین سنّت نبوی کے موافق ہونی چاہئے۔ حدیث شریف میں یہی آیا ہے اور فقہا بھی لکھے ہیں' اور امام الصوفیہ حضرت محی الدین ابن عربی نے بھی بہت زور دیا ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں نہیں ہونی چاہئے۔ اس لئے ہماری نماز جنازہ مسجد میں نہ پڑھائی جائے۔ یہ وصیت آپ کے انتقال کے بعد لوگوں کے دلوں سے بھول گئی۔ حیدرآباد میں قاعدہ تھا کہ اکثر جنازہ بہت تزک و احتشام کے ساتھ مکہ مسجد میں لے جاتے اور وہیں نماز جنازہ پڑھائی جاتی۔ حسب قاعدہ سب لوگ آپ کا بھی جنازہ مکہ مسجد کو لے جانے تیار ہوگئے حتیٰ کہ ہزارہا بندگان خدا جنازہ کا انتظار کرتے ہوئے مکہ مسجد ہی میں ٹھہرے رہے۔ چونکہ آپ کا موضع اقامت شہر سے باہر تھا ایک قاعدہ ہے کہ شہر کے باہر کا جنازہ شہر کے اندر لانے کے لئے حضور نظام کی اجازت ضروری تھی اس لئے آپ کے جنازہ کے لئے بھی حضور نظام سے اجازت طلب کی گئی۔ باوجودیکہ حضور نظام آپ کے نہایت معتقد تھے گھنٹوں وقت گذر گیا اجازت کے ملنے میں بہت دیر ہوگئی۔ مجبوراً احاطے شاہ صاحب کی درگاہ کے کھلے میدان میں ہزارہا خلق خدا کی جماعت کے ساتھ آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی سنا گیا کہ اجازت مل گئی اسی وقت آپ کی وصیت یاد آئی' سب بے اختیار کہہ اُٹھے اللہ رے آپ کے مسائل پر عمل کرنا کہ انتقال کے بعد بھی آپ نے اپنا کوئی کام خلاف مسئلہ ہونے

نہ دیا، انہیں کہتے ہیں متشرع ایسے ہوتے ہیں اہلِ طریقت وحقیقت۔ غرض آپ کے تفصیلی احوال کے لئے کئی دفتر غیر کافی ہیں، چونکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت ذاتیہ تھی اور آپ کو بھی یہی نسبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خلافتہً ملی تھی۔ اس لئے جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کوئی اور مرض نہ تھا۔ خدا اور رسولؐ کے عشق ومحبت ہی نے گھلا گھلا کر جان لی تھی۔ اسی طرح آپ کو بھی کوئی اور مرض نہ تھا یہی عشق تھا جو گھلا دیا اور ضعیف وناتوان بنا دیا۔ غرض بڑھتا بڑھتا یہی ضعف باعث وصال ایزدی ہوا۔ کم نصیب دکن وغمزدہ حیدرآباد کی آنکھوں میں دنیا تیرہ وتار ہوگئی عاشقانِ حق تو لٹ گئے کہیں کے نہ رہے، طالبانِ صادق کی کمریں ٹوٹ گئیں۔ دل پاش پاش ہوگئے، کلیجے چھلنی بن گئے آہ حیدرآباد کی آنکھوں کا تارہ جاتا رہا برج حقیقت کا آفتاب فلک شریعت کا ماہتاب، اجالا شاہ صاحب والی مسجد کو اپنا مشرق بناکر اپنی نورانی شعاعوں سے ایک عالم کے دلوں کو روشن کر رہا تھا۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے) کی مغرب میں منہ چھپا کر ہم غلاموں کو دائمی مفارقت کا داغ دے گیا شفیق روحانی باپ کا سایہ ہم خادموں کے سر سے اُٹھ گیا۔ اور اٹھا بھی تو ایسا اٹھا کہ پھر اس زندگی میں ملنے کی اُمید ہی نہیں، ایسی حالت میں خادم تو خادم سارا عالم بھی جس قدر رنج کرے تھوڑا ہے۔ شب جمعہ وقت تہجد جمادی الاول کی دسویں تاریخ ۱۳۲۸ھ کی شب ہے قاری یٰسین شریف پڑھتا ہوا قِيْلَ[1] ادْخُلِ الْجَنَّةَ پر پہنچا ہے کہ قطب دوراں فرد وقت، سالک مجذوب ومجذوب سالک باقی باللہ مرشدنا مولانا حضرت سید محمد بادشاہ صاحب بخاریؒ ہم مہجوروں کو یوں ہی تڑپتا چھوڑ کر فردوس بریں کو سدھارے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ قطعہ تاریخ وفات طبعزاد جناب مولوی سید شاہ عبد اللطیف صاحب قادری ساکن تما پور۔

---

[1] خدا کی طرف سے ارشاد ہوا کہ جنت میں جا داخل ہو۔

که سید بادشاه صاحب بخاری ؎ گئی فردوس اعلیٰ کو سواری

که سنه کی فکر میں تھا دل ہمارا ؎ (جو ہے منظورِ حق) ہاتف پکارا

ہائے افسوس اس گنجینۂ معرفت کو اس جذب و سلوک خزانہ کو حاجی مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں زیر زمین دفنا دیا اور اوپر سے چار انگل مٹی کا ڈھیر لگا دیا دیکھنے والو! آؤ دیکھو مسنون قبر ایسی ہوتی ہے سنت نبوی کے شیدائیو سنن پر مٹنا اس کو کہتے ہیں، بار غم سے کسی قدر ہلکا ہونے کے لئے دل تو بہت کچھ کہنا چاہتا ہے۔ لیکن یہ محل عدم گنجائش کی شکایت کر رہا ہے اسلئے غم کے گھونٹ پی کر میرے آقا سے سنے ہوئے چند نصائح لکھ کر چپ ہو جاتا ہوں منجملہ ان نصائح کے جن کو میں نے آپ کی مبارک محفلوں میں سنا ہے یہ ہیں۔

۱۔ اگر کسی معاملہ میں کوشش کی گئی اور نتیجہ خلاف مرضی نکلا تو اس کیلئے ہرگز رنج نہ کیا جائے بلکہ بہت ہی آہ و زاری کے ساتھ اپنی کوشش پر کثرت سے استغفار پڑھے میں نے عرض کیا حضور! استغفار کا یہ کیا موقع ہے؟ ارشاد فرمایا انسان کو مباح اور جائز معاملہ میں کوشش تو ضرور ہے پھر جب دیکھے کہ سارا بنا بنایا کام بگڑ گیا اور ہماری ساری کوشش رائیگاں گئی تو سمجھے کہ خدا کی یہی مرضی تھی اور ہم نے آج تک خدا کی مرضی کے خلاف کوشش کی ہے اس لئے اس کے خلاف کرنے پر جس کا اب علم ہوا ہے کثرت سے استغفار کیا جائے۔

۲۔ وجد و شوق، چیخ و تڑاپ، طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے بالکل مخالف ہے اگر کسی مجددی کی ایسی حالت ہو گئی ہو تو وہ ازالہ کے قابل ہے اس طریقہ مجددیہ نقشبندیہ کا جس پر رنگ چڑھتا ہے اس کی حالت ظلی طور پر صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے جیسی ہو جاتی ہے۔ اس کو وہ اطمینان و سکینہ، اور وہ وقار و تواضع و انکسار، اور دوام حضور، اور وہ اعلیٰ پیمانہ پر احسان[1] ہوتا ہے جیسے صحابہ کرام کو حاصل تھا۔

[1] احسان کی تعریف یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ایسے طرق سے عبادت کی جائے کہ یہ عبادت کرنے والا گویا خدائے تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ رتبہ حاصل نہ ہو سکے تو کم سے کم یہ شعور تو رہے کہ خدائے تعالیٰ اسکو دیکھ رہا ہے اور یہ بات انتہائی درجے کے خلوص کے بعد ہوتی ہے۔

انھیں کی طرح امر معروف اور نہی عن المنکر اس کی عادت ہو جاتی ہے۔

۳۔ سنّت نبوی کی پیروی کرو۔ اور اہل دنیا سے ہمیشہ بچتے رہو، اور یہ بات خوب سمجھ لو کہ جو اہل دنیا کے پاس جائے گا وہ ذلیل و خوار ہو گا۔ اور جو ان سے دور رہے گا۔ اس کے پاس وہ سب کتوں کی طرح دوڑتے ہوئے آئیں گے۔

۴۔ فقر و فاقہ اس طریقہ عالیہ کے لئے لوازمات سے ہے۔

۵۔ نکاح اور صحبت اغنیاء مبتدی کے لئے سم قاتل اور فیض کیلئے سدِّ ذوالقرنین ہے۔

۶۔ اور جہ کمال کو وہ شخص پہنچے گا جس کو شیخ کامل ملے نیز شیخ کامل کے قریب ایک حجرہ ہو اور وہ اس حجرہ میں رات دن ذکر و شغل میں غرق رہے اور بے ضرورت حجرے سے باہر نہ نکلے۔

۷۔ یہ جو مشہور ہے کہ امام ربانی قدس سرہٗ العزیز مسئلہ وحدت الوجود کے منکر تھے بالکل غلط اور سراسر افترا ہے بلکہ امام صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ توحید وجودی منجملہ معارف قلب کے ہے گو اس کے ارباب اہل ولایت ہیں لیکن کمال ابھی اس کے اوپر سے ہے وہ یہ کہ اِنَّ الْعَبْدَ عَبْدٌ وَالرَّبَّ رَبٌّ (یعنے عبد عبد ہی ہے اور رب رب ہی ہے) کا ظہور ہونے لگے، صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم کی یہی نسبت تھی۔

۸۔ حیات طیبہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے کل امور اللہ تعالےٰ کے تفویض کر دیں۔ انقلاب احوال کو بیٹھا دیکھا کرے کہ شہنشاہ قادر کس طرح بناتے اور بگاڑتے ہیں اور پھر بگڑے ہوئے اور الجھے ہوئے کو سلجھاتے جاتے ہیں۔ واقعات اور حوادثات کو دیکھے مگر دم نہ مارے اور کبھی چھل وبرانہ کرے اللہ تعالےٰ کے وعدے اور اس کے غیبی خزانوں کو یاد کر کے دل کو ہمیشہ قوی کرتے اور ہمت دلاتے رہے اور اپنی ذات سے اور ساری جہان سے بالکل مایوس ہو جائے۔

۹۔ محبت کی علامت یہ ہے کہ کمال رغبت اور نہایت خوشی سے محبوب پر اپنی ساری خواہشات کو قربان کر دیں، جو محبوب کہ خلاف کہے اور اس کی بلاؤں سے بھاگے

اور پھر بھی اس کی محبت کا دعویٰ کئے جائے وہ جھوٹا اور مغرور ہے، باوجود اس جھوٹی محبت کے یوں سمجھتے کہ میں محبوب کے پاس مقبول ہوں وہ شقی ہے مہجور ہے۔

۱۰۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس طریقہ کی تحصیل میں پانچ چھ سال ہم کو مفت ضائع کرنے پڑیں گے، پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ آخر کار ہوتا کیا ہے اس لئے کہ انجام نامعلوم ہے کیا معلوم کہ اس مدت میں کچھ حاصل ہوتا بھی ہے کہ نہیں جو لوگ اس طرح کہتے اور ایسا خیال کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تقدیر میں یہ دولت ہی نہیں ہے۔ پانچ چھ سال خدائے تعالیٰ کی یاد میں صرف کرنے بخل کر رہے ہیں وہ یہ بتائیں کہ ساری عمر کس چیز کے لئے صرف کی گئی اور ان کو اس سے کیا حاصل ہوا، سالک کو چاہئے کہ طلب سے ہرگز ملول اور دل تنگ نہ ہوئے سختیاں جھیلے صدمے سہے مگر اس در کو نہ چھوڑے اور یہ سوچے کہ کوئی سائل اگر کسی کریم کے در پہ پڑا رہے تو وہ اس کو اپنے در سے محروم لوٹانے سے شرماتا ہے" تو بھلا ایسا کریم کہ جس کو جو مانگے وہ دینا ایک ٹکڑا روٹی کا دینے سے زیادہ آسان ہے، کیا وہ اپنے در سے خالی ہاتھ واپس کرے گا نہیں ہرگز نہیں، لیکن سالک کو کوشش اور صبر ضروری ہے۔

۱۱۔ دوام ذکر اور صحبت شیخ سے نسبت کا حاصل ہونا لازمی ہے لیکن یہ نسبت کچھ اس تدریج سے حاصل ہوتی ہے کہ سالک خود اس کو نہیں سمجھ سکتا ہے اس کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مجھ کو کچھ حاصل نہیں ہوا۔ سالک کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جس نے اپنے کو خطاطی کے لئے خوش نویس کے پاس بھیجا، خوش نویس اس لڑکے کی ہر روز کی مشق جمع کرتا گیا چند روز کے بعد اس بچہ کے باپ نے خوش نویس سے پوچھا کہ بچہ تو بہت روز سے لکھ رہا ہے، لیکن اب تک اس کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ خوش نویس نے اس پچھلا مشق جو کچھ جمع تھا باپ کے سامنے لا رکھا، باپ نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر روز کچھ نہ کچھ خط سدھر گیا ہے۔ ابتدائی خط کو آج کل کے خط سے کچھ نسبت ہی نہیں، زمین آسمان کا فرق ہو گیا ہے لیکن اس فرق کو باپ نے سمجھا نہ بچے نے۔ اسی طرح سالک کا

حالت روز بروز سدھرتی جاتی ہے۔ مگر اس کو اس کی خبر نہیں ہوتی، اب رہی یہ بات کہ نسبت بتدریج کیوں حاصل ہوتی ہے اس کو یوں سمجھو کہ اگر کسی فقیر کو کثیر مال بے مشقت مل جائے تو وہ اس کو نہایت بے قدری سے اڑا دے گا۔ بخلاف اس کے اگر اس کو مال کثیر بتدریج ملے تو وہ اس کی قدر کرے گا اور اس سے نفع لے گا۔ اسی طرح اگر بے مشقت ایک دم سے نسبت حاصل ہوگی تو وہ بے قدری سے تباہ کر دیجائیگی

۱۲- قلب کی دوا پانچ چیزیں ہیں۔ تدبر سے قرآن شریف پڑھنا۔ پیٹ کو خالی رکھنا۔ قیام لیل، سحر کے وقت تضرع کرنا۔ صالحین کی صحبت اور ان کے ساتھ مجالست کرنا

۱۳- بندہ کو حق تعالےٰ سے اسی قدر قرب ہوگا جس قدر اس کو خلق سے بُعد ہوگا۔

۱۴- اس پر کل اولیاء اللہ کا اتفاق ہے کہ جس شخص کی غذا حرام سے ہوگی وہ الہام اور وسوسہ میں کچھ فرق نہ کرسکے گا

۱۵- ذوالنون مصریؒ نے فرمایا ہے کہ لوگوں کی حالت میں فساد اور ان کے قلوب ناکارہ چھ وجہ سے ہوگئے ہیں۔ اعمال آخرت کے لئے ضعف نیت رکھتے ہیں ان کے ابدان شہوات کے لئے رہن ہوگئے ہیں۔ باوجود قرب اجل کے طول عمل ان پر غالب ہے۔ مخلوق کی رضا پر ترجیح دے رکھے ہیں۔ اپنے ہواء اور خواہشات کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ اور نبی کریم صلعم کی سنت کو پس پشت پھینک دئے ہیں سلفؒ کی تھوڑی سی لغزش کو اپنے لئے حجت بناتے ہیں۔ اور ان کے بہت سارے مناقب کو دفن کرتے یعنی چھپاتے ہیں۔ اس میں ان کی تقلید نہیں کرتے۔

۱۶- خواجگان نقشبندیہ علیہم الرحمتہ سے جو فیض لینا چاہے۔ اس کو چاہیئے کہ ہمیشہ تین باتوں کا لحاظ رکھے۔ جب کوئی ایسا عمل صادر ہو جو ان حضرات کا پسندیدہ ہے تو ہرگز اپنے عمل کو نہ دیکھے۔ اور نہ یہ سمجھے کہ میں بھی کچھ ہوں اور کبھی اپنے میں انانیت نہ آنے دے بلکہ پہلے سے زیادہ متواضع و منکسر رہے اگر کوئی ایسے عمل کا مرتکب ہو جائے جس کو وہ حضرات ناپسند فرماتے ہیں تو یہ نہ سمجھے کہ میں ان کے پاس مردود ہوگیا ہوں۔ ہرگز مایوس

نہ ہو، ان کو چھوڑ کر کہیں اور نہ بھٹکے۔ جب وہ کوئی حکم فرمائیں تو نہایت خوش دلی سے عجلت کے ساتھ اس کی تعمیل کرے اسی سے مقصود ملے گا۔

۱۷۔ جو شخص نماز تہجد میں سورہ یٰسین پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دعا کرے تو وہ دعا مقبول ہوتی ہے۔

۱۸۔ ایک روز آپ نے وہ خمسہ نہایت ذوق وشوق سے ارشاد فرمایا جس کو حضرت خالد نے حاجی رحمتہ اللہ کے شعر پر تضمین فرمایا ہے۔

گرچہ در صورت ذرات جہاں جلوہ گری ؛ گاہ در حور نمایندہ وگہ در بشری

اگرچہ ظاہر اسائے جہان کے ذرہ ذرہ میں آپ جلوہ گر ہیں۔ کبھی آپ حور میں دکھائی دیتے ہیں تو کبھی انسان ہیں۔

لیک چوں ذات تو از رنگ حدوثت بری ؛ نہ بشر خوانمت اے دوست نہ حور و نہ پری

لیکن جبکہ آپ کی ذات حدوث کے رنگ سے خالی ہے اور پاک ہے تو اسلئے اے دوست نہیں آپ کو بشر کہتا ہوں حور نہ پری

ایں ہمہ بر تو حجابست و چیزے دگری،

یہ تمام چیزیں آپ پر پردہ بنے ہوئے ہیں اور آپ کچھ اور ہی ہیں۔

۱۹۔ ایک روز آپ نے فرمایا مولانا حمید الدین صاحب نزع کی حالت میں تھے ان کے صاحبزادے مولانا حسام الدین نے ان کو دیکھا کہ وہ نہایت مشوش و مضطرب ہیں عرض کیا ابا جان اس وقت آپ مضطرب کیوں ہیں، آخر اس اضطراب کی وجہ کیا ہے۔ مولانا حمید الدین صاحب نے کہا بیٹا کیا کہوں اس وقت مجھ سے وہ چیز مانگتے ہیں جو نہ میرے قبضہ و ملک میں ہے نہ میں نے اس کے حصول کا کوئی طریقہ ہی سیکھا ہے اس وقت قلب سلیم کا مطالبہ ہو رہا ہے کیا کروں کہاں سے انہیں لادوں مولانا حسام الدین نے عرض کیا ابا جان تھوڑی دیر قلب سے میری طرف کو متوجہ ہو رہئے یہ کہہ کر آپ نے اپنے والد کو بہت ہی زور کی توجہ دی، ایک گھنٹے کے بعد مولانا حمید الدین صاحب نے اپنے قلب میں نہایت ہی اطمینان وسکینہ پایا فوراً آنکھیں کھول دیں اور کہا بیٹا تم کو خدا تعالے جزائے خیر دے افسوس میں نے اپنی عزیز عمر بے قدری سے ضائع کر دی۔

مجھ کو چاہئیے تھا کہ اپنی ساری عمر اس پیارے طریقہ کی تحصیل میں صرف کر دیتا' خیر جو ہوا سو ہوا اب خدا کا شکر ہے اور ہمارے صالح اولاد کے خیر و برکات ہیں کہ آج ہم نہایت ہی اطمینان سے قلب سلیم لئے ہوئے دنیا سے جاتے ہیں۔

یہ واقعہ سنا کر حضرت نے حاضرین کو فرمایا لوگو! حضور قلب کا ملکہ صحت ہی میں حاصل کر لو۔ جب مرض الموت میں دماغ اور طبیعت کی ساری قوتیں مضمحل ہو رہی ہوں اور ہر چیز میں انحطاط اور فتور آ گیا ہو تو ایسے وقت میں بھلا حضور قلب کہیں حاصل ہو سکتا ہے؟ یہ متعذر بلکہ ناممکن ہے۔

یہ نمونہ ہے آپ کے سود مند نصائح کا۔ یہ ناچیز اسی در دولت کا ادنیٰ خادم ہے میں نے اپنے کسی دینی بھائی کو ایک خط لکھا ہے اور اس میں قلب کی بگڑی ہوئی حالت سدھرنے کے لئے کچھ تدبیریں بتلائی ہیں۔ گو اس خط کی عبارت اور مضامین میرے ہی ہیں مگر حقیقت میں وہ خط میرے آقا ہی کی مشعل معرفت و سراج حقیقت سے سلگایا ہوا چھوٹا سا چراغ ہے اس لحاظ سے اس خط کو بیسویں نصیحت یا انیسویں نصیحت کی شرح یا قلب سلیم کی تفسیر کہنا بیجا نہ ہوگا اسلئے وہ خط ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

برادر دینی و محب یقینی جعل اللّٰہ قلوبنا و قلوبکم سلیمۃ

السلام علیکم و رحمتہ اللّٰہ و برکاتہ' میرے نام آیا ہوا آپ کا خط اس وقت میرے سامنے رکھا ہوا ہے آج تک اس کا جواب نہ دے سکا۔ اب اس کے جواب کے پیرایہ میں کچھ اپنے دلی خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں سنو اور بغور سنو اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

ہماری نصیحت سنو کہ عزیز سعادت مند نوجوان پیر دانا کی نصیحتوں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ ہم کو غلام دنگ چھوڑے ہوئے ایک زمانہ ہو گیا وہاں آنے کو ہر چند جی چاہتا تھا پر قدم نہ اٹھتا تھا' نہ اٹھنے کا سبب کیا ہے ہمارے کوئی شاعر ہوتا تو اس کا یار فلک کج رفتار سے کہنا سر تھوپتا لیکن ہم تو ڈنکے کی

ﻟﻪ دشوار۔ ﺳﻪ اللّٰہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے دلوں کو سلیم بنائے۔

چوٹ ہانکے پکارے کہے دیتے ہیں۔ شعر۔

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے جفا کاری میں ؂ کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

ہاں خوب یاد آیا ہم کو رسمی طور پر آپ کی مزاج پرسی کرنی چاہئے تھی مگر یہ صرف ظاہرداری ہے چنداں اس سے دلچسپی نہیں، آیئے تھوڑی دیر کے لئے اصلاح قلب کے تدابیر سوچیں۔

پہلی تدبیر دنیا کی بے ثباتی اور اس کی ناپائیداری کو نظر عبرت سے دیکھا کرو، دنیا بے گھروں کا گھر ہے یہ دار فانی گذشتی اور گذاشتی ہے۔ اس کا دلدادہ پرلے درجہ کا احمق ہے کیسے کیسے سلاطین نامدار شاہان ذی الاقتدار کہ جن کے رعب وداب کا سکہ ایک جہاں پر جما ہوا تھا۔ اور روئے زمین پر جن کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی آج وہ کس بے بسی اور کس مپرسی کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں۔ اُف اس بے وفا دنیا نے ان بیچاروں کو کیسے کیسے سبز باغ دکھلا کر بھلاوا دے دیکر زیر زمین سلا دیا۔ پھر بھی اس کو ان حرماں نصیبوں پر کچھ ترس نہ آیا۔ آیندہ نسلوں کی عبرت کے لئے بے تاج وتخت، فرش خاک پر زیر زمین پڑے ہوئے بادشاہوں پر مٹی کا ایک ڈھیر لگا کر قبر کے نام سے مشہور کیا گیا۔ ہائے اس جفا کار دنیا نے اپنے ظلم کے ہوا کے جھونکوں سے اس تودۂ خاک کو اڑا اڑا کر بے نشان ہی بنا کے چھوڑا۔ شعر

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا ؂ مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

آہ آہ! آپ نے نہ ایسا ظلم کہیں دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا، کروڑوں خانماں برباد ہوگئے۔ ان بیچاروں کا کوئی نام لیوا نہ رہا۔ اگر کہیں ان کی نسل میں کہیں جیتی جاگتی نشانی بھی ہے تو اوروں کے دروں پر بھیک مانگتے ہوئے دکھائی دیتی ہے۔ شعر۔

اللہ رے فلک کی تلون مزاجیاں ؂ رکھتا نہیں کسی کو کبھی ایک حال پر

او بے وفا دنیا! کیا کوئی اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتا ہے جیسا کہ تو نے کیا۔ کیسے کیسے مہ جبینوں کو تو نے خاک میں ملا دیا، ان کی اٹھتی ہوئی جوانی پر بھی تجھے کچھ رحم نہ آیا۔ ان کا نہ چھپنے والا حسن، ان کی ٹوٹی پھوٹی قبروں سے نکل نکل کر اپنے دیکھنے والوں کو آٹھ آٹھ آنسو رلا رہا ہے ادھر زلفوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے تو ادھر کاکلوں کا، ان کی نازک

کلائیاں اور ان کے سارے جوڑ بند ایک دوسرے سے جدا ہو کر کہیں کے کہیں پڑے ہوئے ہیں، ان کا نرم و نازک جسم کو جس کو پھولوں کی سیج اپنی کرختگی کی وجہ سے اٹھا اٹھا کر بار بار بٹھا دیا کرتی تھی آج وہ مور و مار کی غذا بن رہا ہے یہ بیچارے اگر تیرا کچھ کر نہ سکے تو کیا تعجب ہے کیونکہ قسام ازل نے ان کو کسی کے مقابلہ کے لئے پیدا ہی نہیں کیا تھا۔ ہاں تعجب ہے تو اس بات کا ہے، حیرت ہے تو اس کی ہے کہ کیسے کیسے شہزور پہلتن شیر دل نامور بہادروں کو تو نے نیچا دکھا کے چھوڑا۔ عرب سے عجم تک جن کی شجاعت کا شہرہ تھا۔ ایک زمانہ جن کا لوہا مان لیا تھا ہائے وہ آج کس بے بسی کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں چار خانے چت پڑے ہوئے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ ہم سب کچھ سمجھتے ہیں کہتے ہیں، سنتے ہیں مگر چند لمحے بھی گزرنے نہیں پاتے کہ جو کچھ کہا سنا تھا عمر بے بقا کی طرح ملیامیٹ ہوا جاتا ہے، پھر وہی ہم ہیں اور وہی ہماری قدیمی غفلت، اس اندھیر کا کیا کہنا۔ خیر اب تک زمانہ جس طرح گزرا گزرا، اب تو ہم کو ذرا سنبھلنا چاہیئے اور دنیا کی بے ثباتی اور اس کے نشیب فراز کے خیالات کو اپنے دل کے آغوش میں محبت کے ساتھ اس طرح پالیں کہ ایک لحظہ نظروں سے اوجھل نہ ہو، اشعار۔

دنیا نہیں کسی کی ہمیشہ قیام گاہ ۔۔۔ جو ہے یہاں وہ تیر قضا کا نشانہ ہے
دنیا میں کوئی داغ سے خالی جگر نہیں ۔۔۔ بے داغ چرخ پر بھی نور روشن قمر نہیں
دنیا نہیں ہے کچھ بھی جو دیکھا بچشم غور ۔۔۔ اس پر وہ مبتلا ہے کہ جس کو نظر نہیں

دوسری تدبیر۔ ظلمات نفسانیہ و کدورت طبعیہ کا ازالہ اور قلب و روح کو حق تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص نسبت کا پیدا ہونا اصطلاح علوم شریفہ کا القاء خدائے تعالیٰ کے ذکر کی مواظبت اور ریاضت و مجاہدات کی کثرت اور عام مخلوق سے دور رہنے اور خلوت تنہائی کے اختیار کرنے پر موقوف ہے۔ حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ نے جو وصیت کی ہے وہ بھی اسی کے قریب قریب ہے آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ سے سب کچھ ہوسکتا ہے پر تجربہ کی بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کا دوست اور اس کا ولی ہو سکتا ہے ان چار چیزوں کے ذرا غیر ممکن ہے اگر کسی کے

دل میں خدائے تعالیٰ کے دوست بننے کی گدگدی سی لگی ہو تو اس کو ان چار چیزوں پر جان توڑ کوششوں سے عمل پیرا ہونا چاہئے۔ ایک تو عزلت و گوشہ نشینی کہ جس کی بدولت انسان بہت سارے گناہوں سے بچ سکتا ہے یہ اس کا ادنیٰ نفع ہے۔ اور دوسرے خاموشی، اس کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے بغیر کچھ کہے کسی کو ہم نے پچھتاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے اور جب دیکھا ہے تو کہنے کے بعد ہی اپنی کہی ہوئی بات پر نادم ہو کے پچھتاتے ہوئے پایا ہے تیسرے جوع یعنے اکثر روزہ رہا کرے اور جب کھائے تو کسی قدر عادت سے کم کھائے۔ اشعار

اندرون از طعام خالی دار ✽ تا درو نور معرفت بینی

اپنے اندر کو کھانے سے خالی رکھ ✽ تاکہ تو اس میں نور معرفت دیکھے

تہی از حکمتی بہ علت آں ✽ کہ پُری از طعام تا بینی

حکمت سے اس وجہ سے تو خالی ہے ✽ کہ ناک تک تو نے پیٹ کو کھانے سے بھر دیا ہے

چوتھے سحر یعنے شب بیداری۔ اشعار

ہر گنج سعادت کہ خدا داد بحافظ ✽ از یمن دعائے شب و ورد سحری بود

اللہ تعالیٰ نے حافظ کو معرفت کے جو خزانے دیئے ہیں ✽ وہ راتوں کی دعاؤں اور پچھلی رات کے وظیفوں کی برکت سے دیا ہے

خواب و خورت ز مرتبہ عشق دور کرد ✽ آنگہ رسی بدوست کہ بے خواب و بے خور شوی

کھانا اور سونا تجھ کو مرتبہ عشق سے دور ڈالا ہے اللہ کی قربت تجھ کو اسی وقت حاصل ہوگی جبکہ تو زیادہ کھانا اور سونا چھوڑ دے

تیسری تدبیر۔ حق تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں پوشیدہ کر رکھا ہے

(۱) اپنی رضا مندی کو اپنی اطاعت میں چھپایا ہے لہذا کسی طاعت کو حقیر نہ سمجھے شاید رضائے الٰہی اسی میں ہو (۲) اپنی ناراضی کو اپنی نافرمانی میں مخفی کر دیا ہے۔ اسلئے کسی نافرمانی کو تھوڑی نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ شاید اللہ پاک کا غصہ و غضب اسی نافرمانی میں ہو (۳)۔ اپنی ولایت کو اپنے بندوں میں پوشیدہ کر رکھا ہے۔ لہذا اس کے بندوں میں سے کسی بندے کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کا ولی وہی ہو۔

چوتھی تدبیر۔ حضرت مرشدی روح اللہ سرہ و نور ضریحہ نے مجھ سے پایا۔
سو اللہ تعالیٰ ان کے روح کو منور کرے اور ان کی قبر شریف کو [illegible]

فرمایا ہے کہ مرید کو چاہیئے کہ اپنے مرشد سے نہایت خلوص اور صدق دل سے محبت رکھے
رَبْطُ الْقَلْبِ بِالشَّیْخِ بِالْمَوَدَّۃِ وَالْاِخْلَاصِ یعنے مرشد کے ساتھ دلی محبت رکھنا شرائط
سلوک سے ہے اور مرشد کی صورت کو ہمیشہ نظروں کے سامنے رکھے۔ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ
کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ یعنے مرشد اپنے مریدوں میں ایسا ہی ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں
اور یہ حدیث مرصاد العباد میں ہے اور عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ سے بھی
اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے میں نے حضرت سے ایک روز یہ بھی سنا ہے کہ جو فقیر شرع کا پابند
اور صاحب درود ہو، اس کی صحبت اور خدمت کو غنیمت جانو اور سچے دل سے اس کے ساتھ
محبت رکھو اس لئے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ جو حق تعالےٰ کا فرمان ہے سچ ہے،
اچھوں کی صحبت ضرور کچھ نہ کچھ رنگ لائے گی، اس وجہ سے قرآن مجید اور حدیث
شریف نہایت ہی پر اثر الفاظ میں نیک صحبت کی رغبت دلارہے ہیں شعر

باعاشقاں نشیں وہم عاشقی گزیں ❊ باہر کہ نیست عاشق کم کن از و قریں

معشوقوں کے ساتھ بیٹھا کرو اور عشق اپنے میں پیدا کرو - جو عاشق نہیں ہے اس کے پاس مت بیٹھو
اگر بظاہر مرشد سے کسی قدر دوری ہو گئی ہو تو کچھ مضایقہ نہیں، مرشد کی صورت کا تصور جمانا
اور ان کے بتلائے ہوئے وظیفہ پر مداومت کرنا ان کی جسمانی صحبت کا مزہ دے جاتا ہے۔
پانچویں تدبیر - ان کتابوں کے جن کے اوراق میں اولیاء اللہ کے مقدس سوانح عمریاں
چھپی ہوئی ہیں اور بات بات میں اپنے دیکھنے والوں کو تڑپا دیتی ہیں، ان کو ضرور دیکھا یا
سنا کرو - ایسی ہی کتابوں کی بدولت اطاعت کی ہمت اور ریاضت کی رغبت دن دوگنی
رات چوگنی ہو جاتی ہے۔ عبادت میں کاہلی ذرا بھی پاس نہیں آنے پاتی کیسی ہی مصیبت
کیوں نہ آجائے اس میں نہایت صبر و استقلال سے کام لیا جائے گا۔ خدائے تعالیٰ نے بزرگوں
کے احوال کو دنیا کی محبت دلوں سے کم کرنے اور نفس کو رذائل بشری سے پاک صاف بنانے
میں عجیب اثر دے رکھا ہے۔ میں نہایت وثوق کے ساتھ آپ کو باور کراتا ہوں کہ جب

---

[۱] یہ قول بزرگوں سے ایسا ہی سنا گیا ہے کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے شان والے ہوں گے
[۲] اس کا مطلب یہ ہے کہ شیوخ کامل اور ائمہ مجتہدین کی اقتدا و محبت اختیار کرو

آپ کسی بزرگ کا حال پڑھیں گے تو آپ کو ایسا معلوم ہوگا کہ میں اسی بزرگ کی حضوری میں حاضر ہوں۔ وہ ارشاد فرما رہے ہیں اور میں سن رہا ہوں، اور ان کے فیض کا دریا پڑھنے والوں اور سننے والوں کے دلوں پر موجیں مارتا ہوا اُمڈا چلا آئے گا۔ غرض ایسے پُرآشوب زمانہ میں اپنے بیگانوں سے بجز رنج اور غم کے کچھ نہ پائے گا۔ شعر۔

بھاگ اِن بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی ☆ بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے

ہاں آپ کو اگر ایسے دوست کی طلب ہو جو ہمیشہ آپ کا دل بہلاتا رہے اور کبھی آپ اس کی صحبت سے نہ اکتا جائیں تو وہ کتاب ہے جو وہ ایسی ہی ہے۔ شعر۔

دریں زمانہ رفیقے کہ خالی از خلل است ☆ صراحیٔ مئے ناب و سفینۂ غزل است

اس فتنہ کے زمانہ میں ایسے دوست جو خرابیوں سے خالی ہوں وہ دو ہیں ایک تو مرشد ہے جن کا دل محبت الٰہی سے بھرا ہوا ہو، دوسرے نصیحتوں اور اولیاء اللہ کے احوال کی کتابیں۔

چھٹی تدبیر۔ اگر آپ منزل مقصود تک پہنچنا ہی چاہتے ہوں اور حق تعالےٰ کے مقرب بننے کا شوق آپ کو بے چین ہی کر رہا ہو، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دربار میں کل کے دن آپ سرخ رو ہونا چاہتے ہوں تو خدائے تعالےٰ کے ٹھرائے اور خاص و عام کے لئے اس کے پسند کئے ہوئے قانون شریعت پر اس طرح جمے رہئے کہ کسی مخالف کی مخالفانہ تقریر کی باد صرصر کا جھونکا آپ پر کچھ بھی اثر کرنے نہ پائے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پیروی کو عبادات اور عادات میں لازم و ضروری جانئے شرع کا خلاف کرکے شرع والے کی محبت کا دم بھرنا اور ان کے مقرب بننے کی ٹکریں کرنا مجنونوں کے حرکات سے کچھ کم نہیں۔ اشعار

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید ☆ کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جو خلاف کرے ☆ یاد رکھو کہ وہ منزل مقصود کو ہرگز نہ پہنچ سکے گا

محال است سعدی کہ راہِ صفا ☆ تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

سعدی صفائی باطن کا طریقہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر اگر حاصل کرنا چاہیں تو یہ محال ہے

ساتویں تدبیر۔ عنقریب ہم کو یہاں سے چلنا اور ایک دوسرا عالم بسانا ہے جب تک ہم یہاں رہیں مسافروں کی طرح رہیں اور خدائے تعالیٰ کے سوائے کسی سے دل نہ لگائیں اور جب وقت آجائے تو اس مصیبت کدہ کو اس دار المحن کو نہایت خوشی سے خیر باد کہتے ہوئے چل کھڑے ہوں۔ اشعار۔

دوستی ہر چیز کی رب کے سوائے ٭ سب جہنم تجھ کو پریشانی میں پھنسائے

عشق اس کا تجھ کو اے درویش بس ٭ پھر نہ کو کس بات کی تو کر ہوس

آٹھویں تدبیر۔ ہر حال میں ذکر الٰہی جاری رہے۔ کوئی عمل ذکر سے بہتر نہیں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جہاد و سخاوت کو بھی ذکر کے مقابلہ میں ناچیز ثابت کیا ہے اکثر آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! اس کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔ خدائے تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں کئی جگہ ذکر کی رغبت دلائی ہے ایک جگہ نہایت مختصر الفاظ میں اپنے مقرب بننے کی تدبیر سکھلائی ہے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا یعنے ہمیشہ اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو اور سب سے ٹوٹ پھوٹ کر اسی کے ہو رہو غرض اس قدر ذکر کی کثرت و مواظبت کیا کرو کہ کسی وقت بھی دل اس سے غافل نہ ہو سکے۔ شعر۔

مطلب یہ ہے کہ یاد سے غافل نہ ہو کبھی ٭ اس طرح یاد کے ذکر سے بیدار دل رہے۔

یوں تو ہر ذکر کی یہی شان ہے جس کو آپ سنتے ہوئے چلے آرہے ہیں پر صفائی قلب کے لئے مرشد کے بتلائے ہوئے ذکر کو خدائے تعالیٰ نے عجب اثر دے رکھا ہے مرشد سے آپ کو جو کچھ ملا ہے اس کو چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں جاری رکھئے اور جب آپ کو دنیا کے مشاغل سے کچھ فرصت ملے تو آنکھ بند کر کے مرشد کی صورت کو پیش نظر جما کے خدائے تعالیٰ کی یاد میں ہمہ تن مشغول ہو جائیے اس طرح سے آنکھ بند کئے ہوئے ذکر کرنا صفائی قلب کے لئے اکسیر اعظم ہے گو دن کا ذکر بھی مفید ہے پر رات کا ذکر نہایت ہی موثر ہے۔

نویں تدبیر۔ اگر ہم دل کو آہنی آئینہ سے تشبیہ دیں تو کچھ بیجا نہیں ہے۔ ابتدائے خلق کے وقت ہمارا دل بالکل آئینہ کی طرح پاک صاف اور نہایت شفاف تھا۔

جوں جوں ہم بڑھتے گئے اپنے ہاتھوں سے آپ ہی اس کو بگاڑتے گئے۔ خدائے تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ اس پاک و بے نیاز نے پھر اس بگڑے ہوئے دل کو سدھارنے کے بہت سارے اسباب مہیا کر رکھے ہیں، اس عالم میں بہت سی ایسی بھی چیزیں ہیں جو دل کو بگاڑنے اور اس کو سیاہ بنانے میں قوی اثر رکھتی ہیں، اس لئے ہم ان دونوں قسموں کے اشیاء کی ایک مختصر سی فہرست دیتے ہیں، اگر کسی کے دل میں سچی طلب ہو تو اس کو چاہیئے کہ بری چیزوں سے بچتا اور اچھی چیزوں پر عمل پیرا رہے اس کے بعد آپ چند ہی روز میں دیکھ لیں گے کہ اس کا زنگ آلود دل جام جم بنا ہوا عالم ملکوت کا جلوہ دکھا تا رہے گا۔

دل کو بگاڑنے والے اور اسکو زنگ آلود بنانے والے اشیاء

معصیت۔ قوت حرام، حب مال، حب جاہ و حشمت۔ رشک و حسد۔ تعصب ناحق۔ عداوت۔ تکبر۔ ریا۔ بغض و کینہ۔ دروغ بیانی۔ ضحک و قہقہہ۔ بداخلاقی۔ غیبت۔ چغلخورد۔ غصہ۔ بے مروتی۔ زبان سے فحش یا خرافات بکنا۔ حرص و طمع۔ سخافت۔ اپنی آپ تعریف کرنا کسی سے اپنی تعریف سننے کی خواہش۔ اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا۔ غفلت چاپلوسی۔ وجبنت۔ کسی کو ضرر پہنچنے سے خوش ہونا۔ تہور۔ لوگوں کی عیب جوئی۔ مکر و حیلہ احکام الٰہی میں گفتگو اور اشتباہ کرنا یا ان کو ہنسی اور دل لگی میں اڑا دینا۔

دل کو سدھارنے والے اور اس کو جلا دینے والے اشیاء۔

توبہ۔ اکل حلال۔ صدق مقال۔ نیکیاں۔ خاموشی۔ سخاوت۔ تواضع۔ حیا۔ مخلوق خدا پر شفقت کرنا۔ عبادت کرنا۔ ذکر۔ فکر۔ طہارت۔ ہمیشہ باوضو رہنا۔ نفس کا خلاف کرنا اور اس کو توبیخ کرتے رہنا۔ ریاضت و مجاہد۔ محاسبہ۔ مراقبہ۔ صبر۔ شکر۔ خوف خدا۔ امید رحمت سوء خاتمہ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا۔ زہد۔ صدق نیت۔ اخلاص۔ قضائے الٰہی پر راضی رہنا۔ توکل

سلے ہلکا پن۔ سلے بیجا شجاعت جس سے نقصان پہنچے
سلے۔ اپنا آپ حساب لیتے رہنا۔ سلے نفس پر نگرانی رکھنا۔ شہ خودداری ہے

قناعت[29]۔ خویشتن داری[30]۔ پرہیزگاری[31]۔ حلم و بردباری[32]۔ عفو[33]۔ ثابت و استقلال[34]۔ شجاعت[35]۔ کرم[36]۔ حسنِ اخلاق[37]۔ لانبی چوڑی امیدوں کو خیرباد کہہ کے[38] ہر وقت موت کو یاد کرتے رہنا۔ سکرات[39] کا خیال[40]۔ قبر کی مصیبتوں کا سماں ہمیشہ پیش نظر رکھنا۔ نکیرین[41] کی ڈانٹ۔ قیامت[42] کی باز پرس اور اس کے وحشت انگیز منظر کو نہ بھولنا۔ شوق دیدار[43] و عشق الٰہی[44]۔ اور حضرت رسولِ مقبول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت واتباع۔ شعر

از طفیلِ خواجگانِ نقشبند ٭ کارِ دنیا عاقبت محمود با

نقشبندی اولیاء کے طفیل سے ٭ دنیا کا انجام خیر پر ہو

میرے اس رسالہ کا نچوڑ اور خلاصہ حضرت جامی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر ہے۔ اسی شعر پر میں اپنے رسالہ کو ختم کئے دیتا ہوں۔ شعر

جامیا واقفِ دم باش عزیزاں رفتند ٭ فکر عقبیٰ بکن آخر کہ تو ہم مہمانی

جامی اپنی ہر سانس ذکر الٰہی میں نکالو۔ نقشبندی اولیاء اللہ جن کا ذکر تم پڑھ چکے ہو وہ سب دنیا سے چل بسے تم کو بھی کتنے دن رہنا ہے آخرت کی فکر کرو۔ آخر تم بھی تو یہاں مہمان ہو ایک دن تم کو بھی چل بسنا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِهٖ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِكَاتِبِهٖ وَلِمُصَحِّحِهٖ وَلِمَنْ قَرَأَ فِيْهِ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔ آمین۔

اے اللہ مغفرت فرما اس کتاب کے مولف کی اور ان کے والدین کی اور اس کتاب کے لکھنے والے کی اس کتاب کے تصحیح کرنیوالے کی اور جو اس کتاب کو پڑھے ان کی اور تمام مسلمانوں کی اور آخر کلام ہمارا یہ ہے کہ بہت تعریف اللہ رب العالمین کو سزاوار ہے۔ اور رحمت کاملہ اور سلام نازل ہو سب مخلوق سے بہترین ذات مبارک پر جن کا نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان کے تمام آل و اصحاب پر آپ کی رحمت کے طفیل سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

شجرہ حضرات نقشبندیہ رضی اللہ عنہم اجمعین

یا فتاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
الٰہی بحرمت خلیفۂ رسول اللہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔
الٰہی بحرمت مصاحب رسول اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔
الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔
الٰہی بحرمت امام ہمام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔
الٰہی بحرمت سلطان العارفین قطب العاشقین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید السادات حضرت سید خواجہ امیر کلاں رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجۂ خواجگان پیر پیران امام طریقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد شرف الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا خواجگی محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت محبوب صمدانی امام ربانی مجدد الف ثانی امام الطریقۃ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت ایشان حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت سید السادات حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شمس الدین حبیب اللہ عارف باللہ قیوم زمان قطب جہاں حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت قطب الاقطاب فرد الافراد حضرت شاہ عبد اللہ المعروف بہ غلام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت شیخ واصل مرشد کامل عارف باللہ حضرت شاہ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت شیخ وقت قطب دوراں عارف باللہ حضرت سید محمد بادشاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت جمیع حضرات نقشبندیہ برفقیر ابو الحسنات سید عبد اللہ رحم فرما دعا قبول کن عاقبت بخیر گرداں بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد۔

امّا بعد .... را

در طریقهٔ عالیہ نقشبندیہ بیعت نمودہ داخل محفل گردانیدم حق سبحانہ تعالےٰ

مذکور را از فیوضات مرشدان حظّ وافر نصیب ....

متکاثر مع استقامت شریعت عطا فرماید۔

آمین یارب العلمین وصلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہٖ محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

عاقبا واقف دم باش عزیزاں رفتند
فکر عقبیٰ بکن آخر کہ تو ہم مہمانی
کم خور و کم خسپ و کم گو ہم بجہلا کم نشین
دائما در ذکر باش و خویش را بیں بدترین
با عاشقاں نشین و غم عاشقی گزین
با ہر کہ نیست عاشق کم کن از و قرین

از طفیل خواجگان نقشبند ۞ کار دنیا عاقبت محمود باد

قطعہ تاریخ طبع چہارم گلزارِ اولیاء

از

حضرت مولانا مولوی سیّد معز الدین صاحب معزؔ قادری ملتانی

پیر عبد اللہ شاہِ باصفاست ❀ وارثِ علمِ رسولِ کبریاست
باعمل، باعلم، بازہد و ورع ❀ بے نوا و بے نیاز و بے ریاست
ظاہرش شرعِ مبینِ مصطفےٰ ❀ باطنش چوں لی مع اللہ در خفاست
حالِ او نافذ چمن اندر چمن ❀ قالِ او منزل بہ منزل رہنماست
پیشِ کلکش حسنِ یوسف بے نقاب ❀ معنیش بہرِ زلیخا مدعاست
گاہِ اینجا بارباب بزمِ ہو ❀ گاہ آنجا واصلِ ربِّ علاست
گفت سالِ طبعِ گلزارش معزؔ ❀ ذکرِ پاکِ نقشبندی اولیاست

۱۹۶۷ء

تاریخ طبع چہارم

تالیفِ لطیف مرشدی حقی مولائی ابو الحسنات سیّد عبد اللہ شاہ صاحب نقشبندی مجددی قادری قدس اللہ سرہ العزیز

ایں است نقشبندی آثارِ اولیا ❀ تسکینِ قلب آمدہ اذکارِ اولیا
روحی بہ فکرِ سالِ طباعت چہ خوش نوشت ❀ تالیفِ پیر چشمۂ گلزارِ اولیا

۱۹۶۷ء

دیگر

صدیقؓ سے ہے جاری تسنیم نقشبندی ❀ ہے وجہ فیضِ باطن تنظیم نقشبندی
طبعِ چہارم اس کی تاریخ ہے یہ روحی ❀ گلزارِ اولیا ہے تعلیم نقشبندی

۱۳۸۷ھ

عرض کردہ: محمد عبد السلیم روحی نقشبندی مجددی قادری تلمیذ حضرت مصنف مدظلہ العالی

۴۸۶

حضرت مؤلف علّام رحمۃ اللہ علیہ کے

(دیگر قابلِ دید تالیفات)

(۱) گلزار اولیاء .... ہدیہ (۴) روپیہ سکہ ہند
(۲) علاج السالکین .... " (۲) " " "
(۳) کتاب المحبّت .... " (۵) " " "
(۴) زجاجۃ المصابیح (عربی) مجموعۂ احادیث حنفیہ مکمل
جلد اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم فی جلد .... " (۱۲) " " "
(۵) یوسف نامہ تفسیر سورۂ سیدنا یوسف علیہ السلام طبع چہارم .... " (۱۵) " " "
(۶) مواعظ حسنہ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات و ملفوظات کا مجموعہ .... " (۱۵) " " "
(۷) قیامت نامہ .... " (۱۰) " " "
(۸) نور المصابیح حصۂ اول جلد اوّل .... " (۱۰) " " "
(۹) نور المصابیح حصّہ دوم جلد اوّل .... " (۱۰) " " "
(۱۰) نور المصابیح حصّہ سوم جلد اوّل .... " (۱۰) " " "
(۱۱) نور المصابیح حصّہ چہارم جلد اوّل .... " (۱۰) " " "
(۱۲) نور المصابیح حصّہ پنجم " " .... " (۱۰) " " "
(۱۳) سلوک مجددیہ .... " (۳) " " "
(۱۴) معراج نامہ .... " (۱۰) " " "
(۱۵) میلاد نامہ .... " (۱۰) " " "
(۱۶) جامع یعنی شجرۂ انساب علم و منبع فخر عالم و خلاصہ بنی آدم باعث ایجاد آدم حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم .... " (۳) " " "
(۱۷) شہادت نامہ .... " (۱۰) " " "
(۱۸) فضائل نماز .... " (۱۰) " " "
(۱۹) فضائل رمضان .... (زیر طبع) " (۱۰) " " "

اوراد و وظائف کے حسب ذیل کتابوں کی سند اور اجازت حاصل کی جاسکتی ہے

۱۔ حصن حصین (علامہ محمد بن الجزری) ادعیہ اور اوراد و اذکار کا عدیم المثال مجموعہ " (۱۲) " " "
۲۔ دلائل الخیرات (درود و دعاؤں کا نادر مجموعہ) از عبد اللہ بن سلیمان الجزولی " (۳) " " "
۳۔ الحزب الاعظم (مسنون اور قرآنی دعاؤں کا بے نظیر مجموعہ) از علامہ ملا علی قاری " (۳) " " "

ملنے کا پتہ

مینار بک ڈپو چارکمان حیدرآباد (اے پی)